ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

8

www.tanzeem.org

23 تا 29 جمادی الاوّل 1438ھ/ 21 تا 27 فروری 2017ء

اس شمارے میں

فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

ہولناک تباہی سے بچنے کی 4 شرائط (قسط:1)

مطالعہ کلام اقبال

ایران اور امریکہ کے تعلقات میں کشیدگی

چراغ انجمن کوئی نہیں

تعلیم نسواں اور ہماری ذمہ داریاں

آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا مشترکہ اعلامیہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

زندہ اور متحرک ایمان

اسلامی نظریہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں انقلاب پہلے پیدا کرتا ہے اور بعد میں پھر خارج میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے خودساختہ نظریات کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ خارج میں تبدیلی کا منصوبہ تو پیش کرتے ہیں لیکن اندرون سے کوئی بحث نہیں کرتے۔ شاخوں پر تو تیشے چلاتے ہیں لیکن جڑ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں پر نشتر زنی کرتے ہیں، لیکن فساد خون کا علاج نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برائی ایک جگہ دب جاتی ہے لیکن دوسرے نئے مقامات سے اُبھر آتی ہے۔ لیکن اسلام سب سے پہلے ایمان واصلاح پر زور دیتا ہے۔ انبیاء اپنی دعوت کا آغاز ایمان سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی محبت اور اس کا خوف دلوں میں بٹھاتے ہیں اور غیر اللہ کی محبت اور خوف کو نکالتے ہیں اور جب اللہ کی محبت دل میں بسیرا بنالیتی ہے تو فکر ونظر کا پیمانہ بدل جاتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کے انداز میں تبدیلی آجاتی ہے۔ رجحان اور نقطہ نظر تبدیل ہوجاتا ہے اور انسان کی پوری شخصیت میں انقلاب آجاتا ہے۔

تاریخ دعوت و جہاد

عبداللہ فہد فلاحی

الھدیٰ (743)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

یاجوج ماجوج کون ہیں؟

سُورۃُ الکَھف — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یاجوج ماجوج کون ہیں؟ ان کے بارے میں جاننے کے لیے نسل انسانی کی قدیم تاریخ کا مطالعہ ضروری ہے۔ قدیم روایات کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے بعد نسل انسانی آپؑ کے تین بیٹوں سام‘ حام اور یافث سے چلی تھی۔ ان میں سے سامی نسل تو بہت معروف ہے۔ قومِ عاد‘ قوم ثمود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سامی نسل میں سے تھے۔ حضرت یافث کی اولاد کے لوگ وسطی ایشیا کے پہاڑی سلسلے کو عبور کر کے شمال کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے ان کی نسل بڑھتے بڑھتے شمالی ایشیا اور یورپ کے علاقوں میں پھیل گئی۔ چنانچہ مشرق میں چین اور ہند چینی کی yellow races‘ مغرب میں روس اور سکنڈے نیوین ممالک کی اقوام‘ مغربی یورپ کے Anglo Saxons‘ مشرقی یورپ میں خصوصی طور پر شمالی علاقوں اور صحرائے گوبی کے علاقوں کی تمام آبادی حضرت یافث کی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ تورات میں حضرت یافث کے بہت سے بیٹوں کے نام ملتے ہیں۔ ان میں Mosc, Tobal, Gog & Magog وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بہر حال یورپ کی اینگلو سیکسن اقوام اور تمام Nordic Races یاجوج ماجوج ہی کی نسل سے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ غیر متمدن اور وحشی لوگ تھے جن کا پیشہ لوٹ مار اور قتل وغارت گری تھا۔ وہ اپنے ملحقہ علاقوں پر حملہ آور ہوتے‘ قتل وغارت کا بازار گرم کرتے اور لوٹ مار کر کے واپس چلے جاتے۔ ان کی اس غارت گری کی جھلک موجودہ دنیا نے بھی دیکھی جب Anglo Saxons نے ایک سیلاب کی طرح یورپ سے نکل کر دیکھتے ہی دیکھتے پورے ایشیا اور افریقہ کو نوآبادیاتی نظام کے شکنجے میں جکڑ لیا۔ بعد ازاں مختلف عوامل کی بنا پر انہیں ان علاقوں سے بظاہر پسپا تو ہونا پڑا مگر حقیقت میں دنیا کے بہت سے ممالک پر بالواسطہ اب بھی ان کا قبضہ ہے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے ادارے ان کی اسی بالواسطہ حکمرانی کو مضبوط کرنے میں ان کی مدد کرتے ہیں۔

قربِ قیامت میں ان قوموں کی ایک اور یلغار ہونے والی ہے۔ اس کی تفصیلات احادیث اور روایات میں اس طرح آئی ہیں کہ قیامت سے قبل دنیا ایک بہت ہولناک جنگ کی لپیٹ میں آجائے گی۔ اس جنگ کو احادیث میں ’’الملحمۃ العظمٰی‘‘ جبکہ بائبل میں Armageddon کا نام دیا گیا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کا علاقہ اس جنگ کا مرکزی میدان بنے گا۔ اس جنگ میں ایک طرف عیسائی دنیا اور تمام یورپی اقوام ہوں گی اور دوسری طرف مسلمان ہوں گے۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک عظیم لیڈر امام مہدی کی صورت میں عطا کرے گا۔ امام مہدی عرب میں پیدا ہوں گے اور وہ مجدد ہوں گے۔ پھر کسی مرحلے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ خراسان کے علاقے سے مسلمان افواج ان کی مدد کو جائیں گی۔ پھر اس جنگ کا خاتمہ اس طرح ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے‘ یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ یوں اسلام کو عروج ملے گا اور دنیا میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ (اللہ تعالیٰ مسلمانانِ پاکستان کو توفیق دے کہ اس سے پہلے وہ یہاں نظام خلافت قائم کر لیں اور ہمسایہ علاقہ خراسان سے جو فوجیں امام مہدی کی مدد کے لیے روانہ ہوں ان میں ہمارے لوگ بھی شامل ہوں۔)

فرمان نبویؐ

یاجوج ماجوج کا خروج

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: ’’کیا تم مذاکرات کر رہے ہو؟‘‘ ہم نے عرض کیا، قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دس علامات نہ دیکھ لو، دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰؑ کا نزول یاجوج ماجوج کا خروج اور زمین میں دھنسنے کے تین حادثات جن میں سے ایک مشرق میں پیش آئے گا۔ ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور سب سے آخر میں ایک آگ ہوگی جو...... کی جانب سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر شام میں جمع کر لے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہاں ایک لفظ چھوٹ گیا ہے۔ (مسند احمد)

تشریح: یاجوج ماجوج کا خروج قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ یاجوج ماجوج کے خروج سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اس فتنہ سے نجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرے گا اور یاجوج ماجوج سب کے سب مر جائیں گے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
23 تا 29 جمادی الاوّل 1438ھ جلد 26
21 تا 27 فروری 2017ء شمارہ 08
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

پانامہ کا ہنگامہ دو ہفتہ کے تعطل کے بعد پھر برپا ہو چکا ہے۔ یہ تعطل سپریم کورٹ کے معزز جج عظمت سعید کی بیماری کی وجہ سے آیا تھا۔ اِس کی سماعت حسب سابق روزانہ کی بنیاد پر ہوگی۔ اگر سماعت میں کوئی غیر متوقع رخنہ پیدا نہ ہوا تو ایک اندازے کے مطابق اسی ماہ یعنی فروری کے آخر تک سماعت مکمل ہو جائے گی۔ اس سے پہلے بھی سپریم کورٹ انتہائی اہم سیاسی مقدمات کے فیصلے کر چکا ہے۔ مثلاً مولوی تمیزالدین کیس اور نواب محمد احمد خان قصوری قتل کیس جس میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اِن مقدمات نے بھی اگرچہ پاکستان کی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے تھے لیکن پانامہ کیس شاید پاکستان کی تاریخ کا اہم ترین کیس ہے۔ اس کیس کا فیصلہ پاکستان کے مستقبل پر انتہائی گہرے اچھے یا برے اثرات مرتب کرے گا۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ موجودہ حکمران شریف فیملی کے خلاف کرپشن اور منی لانڈرنگ کا کیس ہے۔ کرپشن اور ناجائز ذرائع سے دولت کمانا ہمارے معاشرے کا وہ ناسور ہے جو کینسر کی صورت اختیار کر چکا ہے اور پاکستان کی معیشت برسراقتدار طبقہ کی ہوسِ زر کے ہاتھوں دم توڑتی نظر آتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مقدمہ شریف فیملی کے خلاف ہے جس کے افراد گزشتہ پینتیس سال سے (مشرف کے آٹھ سال نکال کر) کسی نہ کسی سطح پر اعلیٰ عہدوں پر متمکن رہے۔ یہاں تک کہ میاں نواز شریف تیسری مرتبہ وزیراعظم بنے ہیں اور اُن کے برادرِ خورد میاں شہباز شریف چوتھی مرتبہ ملک کے سب سے زیادہ آبادی والے صوبہ پنجاب کے وزیراعلیٰ بنے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق جمہوری دنیا میں کسی خاندان کا یوں کسی ملک پر حکمران ہونا ایک عالمی ریکارڈ ہے۔ گویا اُن کا اقتدار بڑا مستحکم ہے۔ لہٰذا فیصلہ جو بھی آئے گا وہ سیاسی، معاشی اور عسکری سطح پر ناقابل یقین حد تک اثر انداز ہوگا۔ اس مقدمہ کے تین طرح کے فیصلے متوقع ہیں: (1) نواز شریف مجرم قرار پائیں۔ (دوران سماعت جو صورتِ حال سامنے آ رہی ہے اس پہلے فیصلے کا امکان زیادہ ہے) (2) نواز شریف بری کر دیئے جائیں (3) مبہم فیصلہ آئے جس کو ہر فریق اپنے حق میں سمجھے یا مقدمہ ٹرائل کورٹ کو بھیج دیا جائے یا کمیشن قائم کر دیا جائے۔

تینوں طرح کے فیصلوں کو زیر بحث لاتے ہوئے ہم اُن کے مضمرات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے ہم یہ وضاحت پیش کرنے کی کوشش کریں گے کہ ہم نے سطور بالا میں یہ کیوں لکھا ہے کہ نواز شریف کے خلاف فیصلہ آنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملکی قانون کے مطابق اگر کوئی شخص کسی سرکاری یا پبلک عہدہ دار پر یہ الزام لگائے کہ اس نے فلاں فلاں جائیداد کرپشن کر کے یا ناجائز ذرائع آمدن سے بنائی ہے تو الزام لگانے والے کا فرض یہ ہے کہ وہ ثابت کرے کہ نشان دہی کردہ جائیداد کا وہ شخص جس پر وہ الزام لگا رہا خود مالک ہے یا اُس کا کوئی زیر کفالت یعنی بیوی یا اولاد مالک ہے۔ اگر مدعی ثابت کر دے یا مدعا علیہ جائیداد کی ملکیت کا اعتراف کر لے کہ فلاں جائیداد اُس کی یا اُس کے اہل خانہ کی ہے تو الزام لگانے والے کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ الزام لگانے والا اگر مدعا علیہ کی کرپشن کے کچھ شواہد

بھی پیش کرے تو وہ اُس کی طرف سے مقدمہ کی مضبوطی کے حوالے سے اضافی ہوگا۔ البتہ اب ملزم کا قانونی فرض ہے کہ وہ ثابت کرے کہ مذکورہ جائیداد جس کی ملکیت اُس نے تسلیم کی ہے وہ اُس نے جائز ذرائع آمدن سے حاصل کی ہے اور ایسی رقم سے خریدی ہے جس کا ٹیکس ادا کیا گیا تھا۔ اب تک اس مقدمہ کی جتنی سماعت ہوئی ہے اُس میں شریف فیملی کے وکلا منی ٹریل نہیں بتا سکے کہ آخر لندن کے یہ فلیٹس خریدنے کے لیے رقم لندن کیسے پہنچی؟ قطری شہزادے کے خط نے صورتِ حال کو مزید خراب کر دیا ہے۔ کسی فردِ واحد کی سادہ کاغذ پر تحریر عدالت کے لیے کبھی قابل قبول نہیں ہوتی۔

جہاں تک مضمرات کا تعلق ہے اگر نواز شریف کے خلاف فیصلہ آتا ہے تو اگرچہ زبانی طور پر کہا تو یہ گیا ہے کہ ہم فیصلے کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں گے لیکن وزرا کے ایسے بیانات جو دھمکی کے انداز میں ہیں اُن کا وزیراعظم کیوں نوٹس نہیں لے رہے؟ پھر یہ کہ وہ کارکن جنہیں گزشتہ چار سال میں پوچھا تک نہیں گیا تھا اچانک اُن کی یاد کیوں ستانے لگی ہے اور شہر بہ شہر ورکرز کنونشن کا انعقاد کیوں شروع ہوگیا ہے؟ اور اہم ترین اور خطرناک ترین بات یہ ہے کہ اچانک الطاف حسین کے ریڈ وارنٹ کیوں جاری کر دیئے گئے ہیں؟ پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگائے ہوئے تو اچھا خاصا وقت گذر چکا ہے اور یہ کیا دُہرا معاملہ ہے کہ ایک طرف ریڈ وارنٹ جاری کیے جا رہے ہیں اور دوسری طرف انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق شہباز شریف، ایاز صادق، اسحاق ڈار اور چودھری نثار الطاف حسین سے ٹیلی فونک رابطے کر رہے ہیں۔ پنجاب میں ورکرز کنونشن اور الطاف حسین کو کراچی لانے کی کوشش، آخر ارادے کیا ہیں؟ اس پر قارئین خود غور فرمائیں۔

اگر نواز شریف کے حق میں فیصلہ آجاتا ہے تو اس صورت میں اگرچہ عمران خان نے فیصلہ تسلیم کرنے کی یقین دہانی کرائی ہوئی ہے لیکن معاملہ اُدھر بھی اتنا سیدھا اور صاف ستھرا نہیں۔ عمران خان بھی کہہ رہے ہیں کہ نواز شریف بری ہو سکتے ہیں باعزت بری نہیں ہوں گے۔ آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ اس بنیاد پر کوئی تحریک اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ نواز شریف کی کرپشن اگرچہ براہ راست ثابت نہیں ہو سکی لیکن اُن کی فیملی نے کرپشن کی اور ذریعہ وہ بنے۔ اس لیے کہ وزیراعظم تو نواز شریف ہی تھے لہٰذا عوامی سطح پر جلسہ جلوس، ریلیاں اور شاید دھرنوں کے پروگرام پھر بنائے جائیں۔ لاہور میں جلسہ کرنے کا تو اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ بہرحال یہ سلسلہ نجانے کہاں تک چلے۔

تیسرا یعنی مبہم فیصلہ سب سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ نواز شریف استعفیٰ دینے سے انکار کر دے گا کہ فیصلے میں اُس کو براہِ راست مجرم نہیں ٹھہرایا گیا جبکہ اس صورت میں عمران خان کا تحریک چلانے کا جواز زیادہ مضبوط ہوگا اور وہ یہ الزام دھرے گا کہ نواز شریف نے قوم کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ فیصلہ اُس کے حق میں نہ آیا تو وہ گھر چلا جائے گا، یہ فیصلہ اُس کے خلاف ہے اور وہ ایک بار پھر وعدے سے منحرف ہوگیا ہے اور اس پر جو گھمسان کا رن پڑے گا وہ پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کر سکتا ہے۔ اُس سے مقتدر قوتوں کو جمہوریت کی بساط لپیٹ دینے کا موقع میسر آ سکتا ہے اور خدا نہ کرے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ بے تاب نریندر مودی یا مہم جو ٹرمپ موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ دشمن تاک میں ہے پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر اُٹھ چکی ہے اور مختلف شہروں میں پے در پے بم دھماکے ہو رہے ہیں جن میں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔

اُدھر بھارت نے کشمیر کے محاذ پر سیز فائر کی کھلی خلاف ورزیاں شروع کر دی ہیں، افغانستان کی طرف سے تخریب کاروں اور دہشت گردوں کے پاکستان میں داخل ہونے کی اطلاعات ہیں۔ ظاہر ہے یہ امریکی آشیر باد کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم اگرچہ پانامہ کیس کے کسی فیصلے سے بھی بہت اچھے اور شاندار نتائج کی توقع نہیں رکھتے لیکن عدالت سے مؤدبانہ درخواست ہے وہ کوئی مبہم اور غیر واضح فیصلہ صادر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کمیشن قائم کیا جائے۔ اس لیے بھی کہ ماضی میں کسی کمیشن کے قیام سے کوئی خیر برآمد نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں دس ماہ سے یہ قوم پانامہ کے پنگھوڑے میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ سرکاری ملازمین پر بھی غیر یقینی کی کیفیت طاری ہے۔ قوم کو اضطرار اور اضطراب کی کیفیت سے نکالا جائے۔ آخر میں ان سیاسی رہنماؤں سے گذارش ہے کہ غور فرمائیں عزت گنوا کر دولت کمائی تو کیا حاصل۔ آصف زرداری نے بہت دولت جمع کی لیکن دامن بُری طرح داغدار ہے' کرپشن کے سمبل بن گئے' اُس پارٹی کو اپنے ہاتھوں تباہ و برباد کر دیا جس کا ضیاء الحق اور نواز شریف کچھ نہ بگاڑ سکے تھے۔ نواز شریف لندن کے مہنگے ترین ایک دو نہیں چار فلیٹس تسلیم کر رہے ہیں۔ شنید یہ ہے کہ دنیا کے کئی ممالک میں جائیداد اور کاروبار ہے لیکن اگر ہر روز پورے پاکستان کے عوام تمام ٹیلی ویژن چینلز پر ایسا تماشا لگا ہوا دیکھیں جس میں خواتین سمیت اُن کے اہل خانہ پر تبصرے ہو رہے ہوں اور لوگ ٹھٹھے لگا رہے ہوں تو ایسی دولت جو عزت کی دشمن بن جائے وہ کس کام کی؟ لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ صرف زرداری اور نواز شریف کا مسئلہ نہیں ہم میں سے کتنے ہیں جو زرداری، نواز شریف کو بُرا بھلا کہہ کر خود زرداری اور نواز شریف بننا چاہتے ہیں۔ ہم میں سے بھی کسی کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اگر ہماری کوئی پانامہ اس دنیا میں لیکس نہ بھی ہوئیں یا ہم اس دنیا میں کسی عدالتی سزا سے بچ گئے تو اُخروی عدالت سے ہرگز ہرگز نہ بچ سکیں گے جہاں کسی سے تنکا برابر ظلم نہیں ہوگا اور نہ کوئی مجرم اپنی چالاکی اور عیاری سے بچ سکے گا اور وہاں کی سزا اس دنیا کی سزا سے کہیں زیادہ شدید ہوگی۔ اللہ رب العزت یقیناً غفور و رحیم ہے لیکن وہ متقین اور مجرموں سے ایک جیسا سلوک کرے یہ کیسے ممکن ہے؟ عقلمند وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت پکڑے۔ خود گرفت میں آکر احساس ہوا تو پچھتاوا کسی کام نہیں آئے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ o

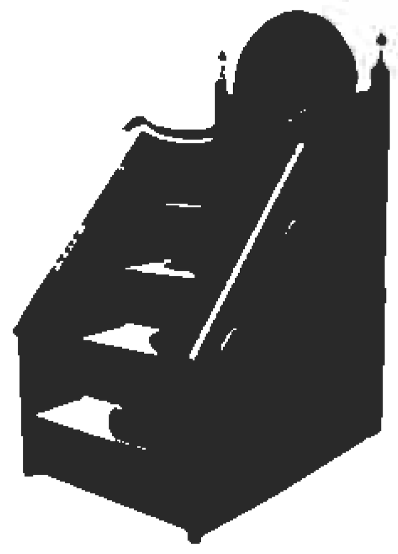

ہولناک تباہی سے بچنے کی 4 شرائط

(قسط:1)

سُورۃُ العَصر کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 10 فروری 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ العصر کا مطالعہ کریں گے۔ قرآن مجید کی تین سورتیں ایسی ہیں جو صرف تین آیات پر مشتمل ہیں۔ یعنی سورۃ العصر، سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر۔ اس لحاظ سے یہ سورت قرآن مجید کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے لیکن اپنی جامعیت کے اعتبار سے اس کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اسے پورے قرآن کا خلاصہ کہا گیا ہے۔ یوں تو پورا قرآن ہی اصل میں ایک ایسی کتاب ہدایت ہے جس میں ہماری فطرت کی پکار کا ہر جواب موجود ہے۔ انسانی فطرت میں چونکہ اللہ کا تصور پہلے سے موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے اپنا تعارف روزِ ازل میں ہی کرایا ہوا ہے: ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ﴾ ''اور یاد کرو جب نکالا آپؐ کے رب نے تمام بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی نسل کو'' ﴿وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ﴾ (الاعراف:172) ''اور ان کو گواہ بنایا خود ان کے اوپر' (اور سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟''

چنانچہ دنیا میں آ کر اسے اپنے رب کو پہچاننے میں اگرچہ مشکل ضرور پیش آ رہی ہے کہ کوئی کسی کو خدا کا بیٹا بنائے بیٹھا ہے، کوئی بتوں اور دیوی دیوتاؤں کو خدا سمجھتا ہے لیکن بہرحال ہر انسان کی فطرت میں یہ تصور موجود ہے کہ کوئی تو Perfect Being ہے جو خالق و مالک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں۔ لہٰذا جس انسان کی فطرت صاف و شفاف ہوتی ہے تو وہ ضرور خالق کائنات کو پکارتی ہے اور اس پکار کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ گویا الفاظ اور معانی سورۃ الفاتحہ میں پہنا دیے گئے جو کہ فطری ہیں۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○﴾ ''کُل شکر اور کُل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔ بہت رحم فرمانے والا' نہایت مہربان ہے' جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔'' ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔'' ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا

مرتب: ابو ابراھیم

الضَّآلِّیْنَ ○﴾ (آمین!) ''(اے ربّ ہمارے!) ہمیں ہدایت بخش سیدھی راہ کی۔ راہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا' جو نہ تو مغضوب ہوئے اور نہ گمراہ۔''

گویا پوری سورۃ الفاتحہ انسانی فطرت کی پکار ہے اور اس پکار کا جواب فوراً بعد قرآن میں آ گیا۔

﴿الٓمّٓ ①﴾ ''ا۔ل۔م۔''

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ﴾ ''یہ الکتاب ہے اس میں کچھ شک نہیں''۔ یا ''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔'' ﴿هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ②﴾ ''ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

یعنی انسانی فطرت جس ہدایت کی طلبگار تھی یہ وہی ہدایت ہے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اس ہدایت کو پائے گا وہی جس کی فطرت صاف و شفاف ہوگی، جس نے دل سے ہدایت مانگی ہوگی اور جس کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ ہاں! ایک دن اللہ کے ہاں حاضر ہونا ہے لہٰذا دنیا کے اس امتحان میں کامیابی کے لیے کسی نصابِ ہدایت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ قرآن الٓمّٓ کی الف سے لے کر سورۃ الناس کی س تک سارے کا سارا ہدایت نامہ ہے۔ جس قدر پڑھتے جائیں گے اتنی ہی آنکھیں کھلتی جائیں گی۔ لیکن قرآن کا خلاصہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے قرآن کے آخر میں سورۃ العصر کی شکل میں دے دیا ہے۔ صرف اسی کو اگر ہم دُہراتے رہیں تو گویا پورے قرآن مجید کا خلاصہ اور اس کا اصل پیغام ہر دم ہمارے سامنے رہے گا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کا معمول تھا کہ ''نبی اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے جب بھی کوئی دو آپس میں ملاقات کرتے تھے تو جدا نہیں ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے کو سورۃ العصر نہ سنا دیں''۔ (طبرانی، بیہقی)

ایک تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانچ وقت کی نمازیں اسی لیے عطا کی ہیں تاکہ 24 گھنٹے میں کم از کم پانچ مرتبہ اصل حقائق کی یاد دہانی ہوتا کہ رخ سیدھا رہے۔ کیونکہ شیطانی قوتیں بھی بہت Active ہیں اور آج تو بہت زیادہ Active ہیں جس کی وجہ سے آخرت کا خوف اور صراط مستقیم کے تصورات ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں لہٰذا یاد دہانی کے لیے قرآن کا مختصر ترین خلاصہ سورۃ العصر کی صورت میں ہمیں عطا کیا گیا۔ امام شافعیؒ کے اس سورۂ مبارکہ کے بارے میں دو اقوال قابل ذکر ہیں۔

(۱) لَوْ لَمْ یُنَزَّلْ مِنَ الْقُرْآنِ سِوَاهَا لَكَفَتِ النَّاسَ ''اگر قرآن مجید میں سوائے اِس (سورۃ العصر) کے کچھ اور نازل نہ بھی ہوتا تو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے یہی کافی ہوتی۔''

(۲) لَوْ تَدَبَّرَ النَّاسُ هٰذِهِ السُّوْرَةَ لَوَسِعَتْهُمْ

’’اگر لوگ تنہا اسی ایک سورت پر غور کریں تو یہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔‘‘

اسی غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر بانیٔ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سورۃ العصر کی روشنی میں قرآن مجید کے ان حصوں پر مشتمل جن میں خاص طور پر مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے ایک منتخب نصاب ترتیب دیا ہے تاکہ دین کا جامع تصور مسلمانوں کے سامنے آ جائے اور جو ان کی ذمہ داریاں ہیں، فرائض منصبی اور دینی فرائض ہیں ان کا تصور واضح ہو جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ پورا قرآن ہمارے لیے بطور ہدایت نامہ بھیجا ہے۔ اگر آپ شروع سے آخر تک پڑھیں تب بھی یہ ہدایت نامہ ہے لیکن اگر تین جملوں میں چاہیے تو اس کے لیے سورۃ العصر ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ ①﴾ ’’زمانے کی قسم ہے۔‘‘

تیسویں پارے کی بہت سی سورتوں کا آغاز مختلف قسموں سے ہوا ہے لیکن اب سورۃ العصر ان میں سے آخری سورت ہے جس کا آغاز اس انداز میں ہو رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ قسم کا مقصد کسی چیز کو گواہ بنانا ہوتا ہے اور گواہ ہمیشہ اسی کو بنایا جاتا ہے جو کہ اس حقیقت کا شاہد ہو جو بیان کی جا رہی ہے اور جس کی گواہی کو جھٹلایا نہ جا سکے۔ یہ قرآن مجید کا ایک جھنجھوڑنے والا انداز ہے کہ انسان تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جو بیان کیا جا رہا ہے وہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ یہاں چونکہ زمانہ کی قسم کھائی گئی تو زمانے کو اس عظیم حقیقت پر گواہ بنایا گیا ہے کہ:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ②﴾ ’’یقیناً انسان خسارے میں ہے۔‘‘

زمانہ سب سے بڑا شاہد ہے کہ انسان کر کیا رہا ہے؟ زمانے کا تسلسل اس وقت سے چلا آ رہا ہے جب اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی ہے، جب آسمان اور زمین کو پیدا کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی زمانے کا Concept آیا اور یہ زمانہ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک ہونے والے تمام واقعات کا چشم دید گواہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ لہٰذا زمانہ شاہد ہے کہ انسان بہت بڑے خسارے میں ہے اور قسم کھانے والا بھی وہ رب ہے جس نے انسان سمیت پوری کائنات کو تخلیق کیا ہے۔ چنانچہ جس چیز پر قسم کھائی گئی ہے وہ بڑی دل دہلا دینے اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے کہ بنی نوع انسان کا انجام بہت ہولناک ہے اور یہ بات قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی آئی ہے:

﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ﴾ ’’اور ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں بہت سے جن اور انسان۔‘‘ (الاعراف)۔ ﴿یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ﴾ ’’جس دن ہم پوچھیں گے جہنم سے کہ کیا تو بھر گئی؟‘‘ ﴿وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ③⓪﴾ ’’اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟‘‘ (قٓ)

یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پوری نوع انسانی کس قدر بڑے خسارے سے دوچار ہونے والی ہے۔ خسارے کا تصور تو ہر شخص کو ہے، کسی بڑی ناکامی یا کامیابی کا تصور بھی سب رکھتے ہیں اور ہر کوئی ناکامی سے بچنا اور کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے مگر جو ہمیشہ ہمیشہ کا خسارہ اور دائمی ناکامی ہے اس کو انسان بھولا ہوا ہے۔ یہ انسانی حقیقت کا المناک پہلو ہے اور اس لیے بھی حسرت ناک ہے کہ یہی وہ انسان ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے افضل ہے۔ جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: ﴿قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ﴾ ’’اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے کس چیز نے اُس (انسان) کو سجدہ کرنے سے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟‘‘ (صٓ:75)

پریس ریلیز 17 فروری 2017ء

دہشت گردی کی نئی لہر میں چند دنوں میں سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں

دہشت گردی ختم کرنے کے تمام دعوے کاغذی ثابت ہوئے

حکمرانوں کے اپنے محلات پر ہزاروں کی تعداد میں سیکیورٹی اہلکار متعین ہوتے ہیں اور عوام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے

حافظ عاکف سعید

دہشت گردی کی نئی لہر میں چند دنوں میں سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ دہشت گردی ختم کرنے کے تمام دعوے کاغذی ثابت ہوئے۔ حکمرانوں نے اپنا فرض صرف یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہر دہشت گردی کے واقعہ پر مذمتی بیان جاری کر دیا جائے اور یہ اعلان کر دیا جائے کہ دہشت گرد اُن کے دہشت گردی ختم کرنے کے عزائم کمزور نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکمرانوں کے اپنے محلات پر ہزاروں کی تعداد میں سیکیورٹی اہلکار متعین ہوتے ہیں اور عوام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ لعل شہباز قلندر کے مزار پر ہزاروں لوگ زیارت کے لیے آئے ہوتے ہیں خاص طور پر جمعرات کے روز عوام کا ہجوم اُمڈ آتا ہے لیکن اتنی بڑی درگاہ پر صرف دو سیکیورٹی اہلکار متعین تھے۔ اِس علاقہ نے سندھ حکومت کو تین وزرائے اعلیٰ دیئے لیکن دور دور تک کوئی ہسپتال نہیں، تعلیم اور صحت کی سہولتوں سے عوام محروم ہیں۔ لاہور کے سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ خفیہ ایجنسیوں نے دوبار پنجاب حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ یہاں دہشت گردی کا ارتکاب ہو سکتا ہے لیکن حکومت نے عوام کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ملک کے تمام مسائل کا واحد حل ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

یعنی اللہ تعالیٰ کی جو بھی خلاقی ہے اس کا شاہکار انسان ہے جسے خصوصی طور پر اللہ نے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا ہے۔ پھر بنی نوع انسان ہی کے ایک فرد کے طور پر جب آدمؑ کا پُتلا تیار ہوا تو فرشتوں سے کہا گیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فرشتہ ہی سب سے اعلیٰ مخلوق ہے لیکن

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

پھر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے سب سے اونچا مقام کس کو عطا کیا؟
﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾﴾ (الانبیاء)
''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔''
تمام عالموں میں عالم انسانیت بھی ہے، عالم حیوانیت بھی ہے، عالم جنات بھی ہے اور عالم ملائکہ بھی ہے۔ ان سب کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تو انسانوں میں سے ہی آنحضور ﷺ کو۔ چنانچہ ایک طرف رُتبے میں تمام مخلوقات میں سب سے اونچا مقام انسان کا ہے اور دوسری طرف ناکامی اور خسارہ اس کا مقدر ہے۔ بہت کم انسان ایسے خوش نصیب ہوں گے جنہیں اس خسارے سے رعایت حاصل ہوگی ورنہ انسانوں کی عظیم اکثریت جہنم کا نوالہ بننے والی ہے۔ چنانچہ رعایت صرف انہی لوگوں کو حاصل ہوگی جو یہ چار کام کریں گے۔
﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾﴾ ''سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور انہوں نے باہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''
جب ایمان سچا ہوگا تو پھر اس کا اثر عمل پر بھی پڑے گا۔ جو جس قدر پختہ ایمان کا حامل ہوگا وہ اسی قدر نیک اعمال کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ نیک اعمال کا فطری تقاضا حق کا علمبردار بننا بھی ہے اور جب حق کا علمبردار بنے گا تو رکاوٹیں اور مشکلات قدم قدم پر پیش آئیں گی۔ چنانچہ اب ایمان کا تقاضا ہوگا کہ صبر کیا جائے اور اپنے جیسے حق کے دوسرے علمبرداروں کو بھی حق کی نصیحت کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ جب مخالفت شروع ہو تو پسپائی اختیار کر لے یا دلبرداشتہ ہو کر ایمان سے متضاد راستہ اختیار کر لے۔ ہرگز نہیں بلکہ اب استقامت دکھانی ہوگی کیونکہ یہی دنیوی زندگی کی اصل آزمائش ہے اور جو اس کٹھن آزمائش میں پورا اُتر گیا وہی اس عظیم خسارے سے بچ پائے گا جو دائمی خسارہ ہے۔ یہی اس سورۂ مبارکہ کا اصل پیغام ہے۔
چنانچہ یہ چار باتیں سمجھنے کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اس لیے ان کا مطالعہ تفصیل سے کرنا ضروری ہے۔

(1)۔ایمان

پہلی شرط ہے ایمان۔ الحمد للہ ہم مسلمانوں نے کلمہ پڑھ رکھا ہے اور اس اعتبار سے اہل ایمان ہیں لیکن اصل حقیقت کیا ہے؟ منافقین بھی تو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے تھے؟ کلمہ وہ بھی پڑھتے تھے۔ اسی لیے ایمان کی جب تشریح کی جاتی ہے تو دو اعتبار سے کی جاتی ہے۔ یعنی اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔ زبان سے اقرار کر لیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نبی ورسول ہیں اور آپؐ ہدایت لے کر آئے ہیں جو اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کو مان لیا تو یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ یہ ایمان کا پہلا درجہ ہے اور ایمانیات پانچ ہیں۔
﴿لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ﴾ ''نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو بلکہ نیکی تو اُس کی ہے جو ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر۔'' (البقرہ: 177)
اصل ایمان اللہ پر ایمان لانا ہے اور اگر اللہ پر ایمان ہے تو پھر اللہ نے جن کو رسول بنا کر بھیجا ہے ان پر بھی ایمان ہو کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور جو کتابیں اُن پر نازل ہوئی ہیں ان پر بھی ایمان ہو کہ وہ اللہ کی کتابیں ہیں۔ یہ ایمان کا ایک درجہ ہے جبکہ ایمان کا دوسرا درجہ تصدیق بالقلب ہے کہ دل سے بھی ان ایمانیات پر مکمل یقین ہو۔ قرآن میں ان بدوؤں کا ذکر ہے جو اس وقت ایمان لائے جب مسلمانوں کو فتوحات ملنا شروع ہوئیں تھیں: ﴿وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾﴾ (النصر) ''اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''
ایک قبیلے کا سردار آتا ہے، کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے پیچھے پورا قبیلہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اب یہ بھی مومن ہیں اور ایک مومن وہ ہیں جنھوں نے مکی دور میں قربانیاں دیں، سختیاں برداشت کیں اور مصیبتیں جھیلیں اور پھر مدنی دور میں غزوات میں شریک ہو کر دوبارہ قربانیاں دیں۔ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ سورۃ الحجرات میں فرمایا: ﴿قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ﴾ ''یہ بدو کہہ رہے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔'' ﴿قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰكِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا﴾ ''(اے نبی ﷺ ان سے) کہہ دیجیے: تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہو، بلکہ تم یوں کہو کہ ہم مسلمان (اطاعت گزار) ہو گئے ہیں'' ﴿وَلَمَّا يَدۡخُلِ الۡاِيۡمَانُ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ﴾ ''اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔''
یعنی بدوؤں نے کلمہ پڑھ لیا تو سمجھتے ہیں کہ ہم مومن ہو گئے حالانکہ انہوں نے صرف اسلام قبول کیا ہے، مومن تب بنیں گے جب دل میں یقین بھی مستحکم ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان تب تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اقرار باللسان کے بعد تصدیق بالقلب کا حامل بھی نہ ہو جائے۔
آج المیہ یہ ہے کہ ہم موروثی طور پر مسلمان ہو گئے۔ لیکن ایسے کتنے ہی مسلمان ہیں جن کو صحیح طور پر کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا۔ آج کل تو والدین یہ بھی ضروری نہیں سمجھتے کہ اپنی اولاد کو کلمہ ہی سکھا دیں۔ آج بہت بڑے پیمانے پر ہر گھر میں یہ غفلت برتی جا رہی ہے۔ حالانکہ کلمہ صرف زبان سے صحیح ادا کرنا پہلا مرحلہ ہے۔ جبکہ ایمان صرف دلی یقین والا ہی معتبر ہوگا۔ جیسا کہ ہم سورۃ الحدید میں بھی پڑھ چکے ہیں کہ: ''وہ (منافق) انہیں پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے: ہاں کیوں نہیں! (تم تھے تو ہمارے ساتھ ہی)۔ لیکن تم نے اپنے آپ کو (اپنے ہاتھوں) فتنے میں ڈالا اور تم گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے اور تم لوگ شکوک وشبہات میں پڑ گئے اور تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تمہاری خواہشات نے یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا اور تمہیں خوب دھوکہ دیا اللہ کے معاملے میں اُس بڑے دھوکے باز نے۔''
لہٰذا ہم میں ہر مسلمان کو اپنے اندر جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہمارے اندر یقین قلبی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو پھر اس کی فکر کرنی چاہیے کہ یہ آئے گا کہاں سے؟

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

چنانچہ ایمان کو جنریٹ کرنے کا سب سے موثر ذریعہ بھی خود قرآن مجید ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے صرف تبرک کے لیے گھر میں رکھیں گے تو بھی برکت حاصل ہوگی لیکن اس کا اصل مقصد ہدایت کی تلاش کے لیے سمجھ کر پڑھنا ہے۔ جیسے جیسے آپ اس کو سمجھ کر پڑھیں گے تو دل گواہی دے گا کہ ہاں یہی حق ہے اور دل کی یہی گواہی دراصل وہ شے ہے جو اصل ایمان سے عبارت ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں کامل ایمان عطا فرمائے۔ آمین۔ (سورۃ العصر کا بقیہ مطالعہ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں ہوگا۔)

فقر پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق 10

55	گفت دیں را رونق از محکومی است	زندگانی از خودی محرومی است
	کہتا ہے کہ دین کی رونق غلامی سے ہے	خودی سے محرومی کا نام زندگی ہے
56	دولتِ اغیار را رحمت شمُرد	رقص ہا گردِ کلیسا کرد و مُرد
	اس نے غیروں کی دولت کو رحمت سمجھ لیا ہے	اس نے گرجے کے گرد کئی چکر لگائے اور مرگیا
57	اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد	می شناسی عصر ما با ما چہ کرد!
	اے مخاطب! تو جو ذوق، شوق اور سوز سے خالی ہے،	پہچانتا بھی ہے کہ ہمارے دور نے ہمارے ساتھ کیا کیا
58	عصرِ ما ما را ز ما بیگانہ کرد	از جمالِ مصطفیٰ بیگانہ کرد
	ہمارے دور نے ہم کو ہم ہی سے دور کردیا ہے	اس نے ہمیں مصطفیٰ ﷺ کے جمال سے بیگانہ کردیا ہے
59	سوز او تا از میانِ سینہ رفت	جوہر آئینہ از آئینہ رفت
	جب آپ ﷺ کے عشق کا سوز سینے میں سے نکل گیا	تو آئینے کا جوہر ہی آئینے سے چلا گیا
60	باطنِ ایں عصر را نشناختی	داوِ اوّل خویش را درباختی
	تو نے اس دور کے باطن کو نہیں پہچانا	پہلے ہی داؤ میں اپنے آپ کو ہار دیا

55۔ فرماتے ہیں کہ دین کی رونق برطانوی سامراج کی غلامی میں ہے۔ امن و امان، نماز و جمعہ و عیدین کی اجازت ہے، تسبیحات و تہجد پر کوئی قدغن نہیں۔ اسی صورت کی عکاسی علامہ اقبال کے اس شعر میں ہے۔

مُلاّ کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

حالانکہ کسی قوم کا اپنا مشن، نصب العین اور نظام زندگی نہ رہے تو یہی محکومی ہے۔ غلامی خودی سے محرومی ہی کا دوسرا نام ہے۔

56۔ مسلمان کو دین کو سینے سے لگا کر کھڑے ہو جانا چاہئے اور درویشی اختیار کرکے دین کے غلبے کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے مگر افسوس کہ دورِ غلامی کا مسلمان غیر ملکی آقاؤں کی آسودگی اور ترقی کو 'رحمت خداوندی' سمجھتا ہے۔ گویا ایسا مسلمان مسجد و بیت اللہ میں نہیں کلیسا سے رہنمائی حاصل کررہا ہے، مغرب دوستی کے حق میں ہے اور اس سوچ کے ساتھ ہی اس کی معنوی موت واقع ہوچکی ہے۔

57۔ اے مسلمان نوجوان! تیرے اندر آج دین پر عمل کرنے کا ذوق و شوق نہیں ہے اور اس پر تمہارا دل بھی کڑھتا نہیں ہے کہ دل سوز سے خالی ہے۔ تم نے کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو پہچانتا نہیں اور سمجھ نہیں سکتا کہ اس دور نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے کہ ہمیں عروج سے زوال تک لے آیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔

58۔ ہمارے دور نے ہمیں اپنے آپ سے بیزار و بیگانہ کردیا ہے، ہمیں فکر ہی نہیں کہ ہم کیا کررہے ہیں اور کس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ پہلے ہم مسلمان سیّدنا محمد ﷺ کی اطاعت و اتباع کرتے تھے اور سرخرو تھے آج ہم مغرب کے فلمی ستاروں اور کرکٹ سٹارز کے دلدادہ ہیں۔ ہمارے دور نے ہمیں جمالِ مصطفیٰ ﷺ (حضرت محمد ﷺ کی سیرت) سے بیگانہ کردیا ہے۔

59۔ جب سے ہمارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے حقیقی عشق و اتباع کا نور ہمارے اندر سے نکلا ہے اور ہمیں اس کا احساس اور سوز بھی نہیں رہا تو ہم انسان سے حیوان بن گئے ہیں، ہمارے باطن کے آئینہ کا جوہر آئینہ تھا وہ دل نہیں رہا جس سے اللہ کی محبت اور معرفت خداوندی کے جذبات منعکس ہوسکیں۔ ایسے دل کا کیا فائدہ جو اپنے اندر دیکھنے سننے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو (1)۔ ایسا دل تو بس خون کا ایک بگڑا ہوا لوتھڑا ہے (2)۔

60۔ اے مسلمان نوجوان ــــــ آنکھیں کھولو۔ دیکھو ــــــ سوچو۔ تو مغربی تہذیب اور مغربی افکار کو نہیں پہچان سکا۔ اس کا بڑا افسوس ہے۔ یہ ابلیسی افکار ہیں اور عشق رسول اللہ ﷺ کے لئے موت کا پیغام ہیں۔ تو نے مسلمان بن کر اور سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا سپاہی بن کر اس مغربی صیہونی ابلیسی لادینی یلغار کا مردانہ وار مقابلہ کرنا تھا مگر تو تو پہلے ہی داؤ میں اپنے مدمقابل شیطان سے ہار بیٹھا ہے اور تمہیں اس ہارنے کا احساس بھی نہیں ہے کہ تو نے کیا ہارا ہے؟

(1) ''کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے اور کان ایسے ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔'' (سورۃ الحج 22 : 46)

(2) ''جسم میں گوشت کا ایک حصہ ایسا ہے کہ جب وہ سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور سن لو کہ وہ دل ہے۔'' (متفق علیہ عن نعمان بن بشیر)

اب امریکہ شاید کھل کر ایران کے خلاف یا حوثیوں کے خلاف سعودی عرب کی جنگ میں حصہ لے کیونکہ ٹرمپ کا ٹرینڈ فی الحال ایران کے خلاف نظر آرہا ہے۔ بعد میں سعودی عرب کے ساتھ کیا کرتا ہے وہ بعد کی بات ہے: ایوب بیگ مرزا

نائن الیون کے بعد امریکہ نے جتنے بھی اقدامات کیے ہیں ان سے سعودی عرب اور اس کے اتحادی کمزور ہوئے ہیں اور ایران اور اس کے اتحادی مضبوط ہوئے ہیں، میں سمجھ رہا ہوں کہ شیطانی فورسز اب امریکہ کا تیا پانچہ کرنے کا پروگرام رکھتی ہیں: خالد محمود عباسی

ایران اور امریکہ کے تعلقات میں کشیدگی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: امریکہ اور ایران کے تعلقات کیسے ہیں۔ خاص طور پر امریکہ کے سپر پاور بننے کے بعد کیا ان میں یکسانیت رہی ہے یا تغیر وتبدل آتا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پون صدی قبل جب امریکہ سپر پاور بنا تو اس وقت سے اس کے ایران کے ساتھ جو تعلقات رہے ہیں اس میں زیر و بم آتے رہے ہیں۔ جب رضا شاہ پہلوی ایران کا بادشاہ تھا تو وہ امریکہ کا ایسا ہی اعلانیہ اتحادی تھا جیسے پاکستان امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی رہا ہے۔ اس وقت امریکہ کی پالیسی یہ نظر آتی تھی کہ وہ ایران کو علاقے کا پولیس مین بنانا چاہتا تھا لہٰذا بہت خطرناک قسم کا اسلحہ اس وقت ایران میں ڈمپ کیا گیا۔ تب انڈیا کے ساتھ امریکہ کے تعلقات بظاہر اتنے اچھے نہیں تھے۔ یعنی ایرانی انقلاب سے پہلے امریکہ کے تعلقات ایران سے بہت زیادہ اچھے تھے اور ایران اُس وقت اپنے آپ کو ایشیائی ممالک کا لیڈر سمجھتا تھا۔

سوال: امریکہ اور ایران کا اگر اتنا آئیڈیل اتحاد چل رہا تھا اور امریکہ پوری طرح رضا شاہ پہلوی کا پشت پناہ تھا تو اس نے رضا شاہ کی حکومت کو اتنی آسانی سے ختم کیوں ہونے دیا؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی وجہ یہ ہے کہ رضا شاہ کے خلاف عوامی سطح پر مخالفت بہت زیادہ تھی اور عوام کا احتجاج بھی عدم تشدد پر مبنی تھا۔ لہٰذا کسی سپر پاور کے لیے بھی ایسی احتجاجی تحریک کو کامیاب ہونے سے روکنا ممکن نہیں ہوتا۔ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق اس وقت امریکہ رضا شاہ سے تنگ آچکا تھا، وہ ظاہراً اس کا پشت پناہ رہا لیکن اندرونی طور پر خمینی کے انقلاب کی حمایت بھی کرتا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ایران میں بادشاہت کی بجائے جمہوریت چاہتا تھا۔ دوسری طرف اکثریت کی رائے یہ ہے کہ امریکہ نے رضا شاہ کو بچانے کی کوشش کی لیکن میری رائے یہ ہے کہ امریکہ وہاں ڈبل رول ادا کر رہا تھا۔ لہٰذا خمینی انقلاب جب آیا تو اس کے بعد امریکہ اور ایران کی ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور لفظوں کی جنگ بڑے زور سے شروع ہوگئی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان دونوں کے درمیان کسی وقت بھی باقاعدہ جنگ شروع ہو سکتی ہے۔ پھر جب ایران نے امریکہ کے سفارت کاروں کو گرفتار کر لیا تو اس پر مزید تعلقات خراب ہوئے۔ پھر جمی کارٹر نے ایران میں اپنے سفارت کاروں کو چھڑانے کے لیے سرجیکل

مرتب: محمد رفیق چودھری

سٹرائیک کی لیکن وہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ہو گئی۔ موسم کی اس خرابی کو ایران میں روحانی وغیبی مدد قرار دیا گیا۔ چونکہ خمینی ویسے بھی ان کا روحانی لیڈر تھا لہٰذا اس کی روحانیت کا مزید چرچا ہوگیا۔ بہرحال امریکہ اور ایران کے تعلقات کشیدہ ہوگئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعلقات شروع سے ہی ایسے خراب نہیں تھے جیسے کہ ظاہر کیے گئے۔ امریکہ ظاہری طور پر اس انقلاب کی مدد کر رہا تھا اور دوسری طرف سے بھی مرگ بر امریکہ اور شیطان بزرگ امریکہ کے جو نعرے لگ رہے تھے ان سے دراصل احتجاج میں شریک لوگوں کی کثیر تعداد کو یہ احساس دلانا مقصود تھا کہ رضا شاہ پہلوی اور امریکہ دونوں ہمارے دشمن ہیں۔ لہٰذا فوری طور پر خمینی سائیڈ سے یہ تاثر جاری رہا اور مرگ بر امریکہ کے نعرے لگتے رہے لیکن اگر آپ باریک بینی سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی طور پر کبھی کوئی مخالفت تھی ہی نہیں بلکہ جو ظاہری مخالفت تھی اس میں بھی آہستہ آہستہ کمی آگئی اور بعد ازاں یہ اندرونی طور پر اچھی خاصی مفاہمت میں تبدیل ہوگئی۔ اگرچہ چند سالوں سے مرگ بر امریکہ جیسے نعروں سے کان نامانوس ہیں البتہ ایک دوسرے کے خلاف بیانات آتے رہے تا آنکہ یہ ایٹمی معاہدہ ان کے درمیان ہوا۔ لہٰذا میں ان تعلقات کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ اول انقلاب سے قبل جب تعلقات ہر انداز سے اچھے تھے اور دوئم انقلاب کے بعد جب ظاہری طور پر شدید اختلافات تھے لیکن ان اختلافات کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اختلافات حقیقی تھے یا محض ڈراما تھا۔

سوال: انقلاب سے قبل اور انقلاب کے بعد ایران اور امریکہ کے تعلقات کے حوالے سے کیا آپ مرزا ایوب بیگ صاحب کے موقف کی تائید کرتے ہیں؟ نیز ان دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کی اصل وجوہات کیا ہیں؟

خالد محمود عباسی: اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے کچھ مقدمات قائم کرنے پڑیں گے۔ عام نقطۂ نظر سے دیکھیں تو جو شیطانی فورسز ہیں ان کا گٹھ جوڑ ہے اور اس اکٹھ کا امریکہ چودھری ہے۔ یعنی وہ ان کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہے لیکن حقیقت تھوڑی سی اس سے مختلف ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہم عالمی شیطانی فورسز کے ہاتھوں استعمال ہوتے ہیں ایسے ہی امریکہ بھی ان کے زیر استعمال ہے۔ وہاں بھی پینٹا گون اور وائٹ ہاؤس کے درمیان پالیسیز اسی طرح کھینچا تانی کا شکار ہوتی ہیں جیسے پنڈی اور اسلام آباد کے درمیان ہوتی ہیں اور وہاں بھی اسی طرح کے حادثات ہوتے ہیں۔ گویا وائٹ ہاؤس بھی کچھ اقدامات اٹھانے پر مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً وہ افغانستان سے واپس جانا چاہتا ہے لیکن قندوز پر طالبان کا قبضہ ہوگیا تو اسے دوبارہ اپنی فورسز وہاں پر رکھنی پڑیں۔ لہٰذا پہلی بات یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ وائٹ ہاؤس ہی پالیسیاں بناتا اور فیصلے کرتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ میں لبرل اور سیکولر لوگوں کو صرف اسلام کے بارے میں نہیں بلکہ مسلمانوں کے بارے میں بھی تحفظات ہیں کہ مسلمان جب بھی کوئی

دوستی یا صلح کرتے ہیں تو دھوکہ دینے کے لیے کرتے ہیں۔اس کے لیے ہمارے ہاں جو ''تقیہ'' اور ایران میں ''توریہ'' کا تصور ہے اس کو وہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مطابق مسلمان ناقابل اعتبار ہیں اور یہ کسی بھی وقت بدل سکتے ہیں۔اس کے پیچھے شاید ان کی مسلمانوں سے خوف کی نفسیات پوشیدہ ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ مسلمانوں سے ڈرتے رہتے ہیں اور خدشہ رکھتے ہیں کہ خونِ مسلم کسی وقت بھی جوش میں آسکتا ہے۔لہٰذا ان کے تعلقات چاہے شاہ ایران کے ساتھ ہوں، ضیاء الحق کے ساتھ ہوں یا پھر یاسر عرفات کے ساتھ ہوں وہ زیادہ پائیدار نہیں ہوتے۔وہ سمجھتے ہیں کہ جب بھی مسلمانوں کو موقع ملا تو انہوں نے اپنا کھیل کھیلنا ہے لہٰذا ان کے سیکولر اور لبرل لوگوں سے دوستی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس تناظر میں اب آیئے ایران کی طرف۔ایران کے حوالے سے جان لیجئے کہ جیسے امریکہ میں طاقت کی دو لہریں ہیں اسی طرح ایران میں بھی دو لہریں چلتی ہیں۔ایران میں صحابہؓ کے دور میں اسلام آیا اور بہت بڑی تعداد میں لوگ مخلصانہ مسلمان ہوئے ہیں۔ایرانی قوم نے اسلام کے لیے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں، بڑے بڑے جید علماء فارس کے علاقے سے نکلے ہیں۔لیکن ایران میں کوئی نہ کوئی فورس ہمیشہ ایسی رہی جو نبی اکرم ﷺ کے انقلاب کے ہمیشہ خلاف چلتی رہی ہے۔یعنی وہاں اینٹی اسلام تحریک ہمیشہ رہی ہے۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد جتنے بھی واقعات ہوئے اس میں ایرانی اثر ورسوخ لازماً موجود رہا۔وہاں 1979ء میں جو انقلاب آیا ہے اس کے بارے میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی رائے تھی کہ یہ انقلاب ہی نہیں ہے۔ اسلامی انقلاب تو بہت دور کی بات ہے۔یہ coup by clergy ہے کہ علماء نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔یہ تقریباً ایک ہی وقت میں ہوا تھا کہ پاکستان میں فوج نے اقتدار پر قبضہ کیا تھا اور ایران میں مولویوں نے کیا تھا۔آیت اللہ خمینی فرانس میں بیٹھ کر ایک عرصے سے رضا شاہ پہلوی کے خلاف تحریک چلا رہے تھے۔ پھر ایک وقت میں یہ تحریک یک لخت منظم ہوئی اور اس کے بعد روبہ عمل آئی۔ یہاں تک کہ رضا شاہ پہلوی کو بھاگنا پڑا۔اگر آپ کو وکلاء کی تحریک یاد ہو جو مشرف کے خلاف چلی تھی۔اس وقت ہم نے بڑا جوش وجذبہ دیکھا لیکن اب معلوم ہو رہا ہے کہ اس تحریک کے پیچھے بھی کھلاڑی لوگ موجود تھے تب وہ چل رہی تھی۔تو جو تحریک رضا شاہ پہلوی کے خلاف چلی ہم اس کو امریکہ کی بداعتمادی سے تعبیر کر سکتے ہیں کہ امریکہ کو رضا شاہ پہلوی پر ویسا اعتماد نہیں تھا جیسا کہ دوستوں کے درمیان ہوتا ہے۔لہٰذا اس تحریک کے پیچھے یقیناً امریکہ تھا۔چاہے وائٹ ہاؤس نہ بھی ہو لیکن امریکی فورسز اور ان کے پیچھے شیطانی فورسز ضرور تھیں جو ایک بڑی گیم کے لیے رضا شاہ پہلوی کے خلاف مولویوں کی تحریک کو سپورٹ کر رہی تھیں۔لہٰذا اب پتا چل جانا چاہیے کہ اس گیم کے بعد جب پاسبان انقلاب نے امریکیوں کے سفارت خانے پر قبضہ کرلیا تو امریکہ دنیا کو یہ پیغام دینے میں کامیاب ہوگیا کہ militant Islam is on the march۔گویا بعد میں clash of civilizations کی جو تھیوری لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کی گئی اس کی شروعات 79ء سے ہوئیں۔اس سے پہلے کوئی clash نہیں تھا۔دنیا پائیدار طریقے سے دو بلاکوں میں تقسیم تھی۔یعنی کمیونسٹ بلاک اور سرمایہ دارانہ بلاک۔اس میں اسلام کا کوئی

> **خمینی انقلاب کے پیچھے امریکہ اور امریکہ کے پیچھے وہ شیطانی فورسز تھیں جو ایک بڑی گیم کے لیے رضا شاہ پہلوی کے خلاف مولویوں کی تحریک کو سپورٹ کر رہی تھیں۔**

عمل دخل تھا اور نہ ہی مغرب میں عام آدمی کو اسلام سے خطرے کا کوئی احساس تھا۔یہ ایران کا انقلاب ہی تھا جس نے سب سے پہلے عام آدمی کے کان کھڑے کیے اور اس کے بعد خاص طور پر جب ایرانیوں نے امریکی سفارتخانے پر قبضہ کرلیا اور جواب میں امریکہ نے جو رسکیو آپریشن کیا وہ بھی ناکامی سے دوچار ہوگیا تو اس کے بعد پوری دنیا میں اسلام سے خطرہ محسوس کرنے کے پروپیگنڈے کو تقویت ملی اور اس کے نتیجے میں ''تہذیبوں کا تصادم'' کے نام سے باقاعدہ ایک کتاب لکھی گئی اور اب گویا دنیا دو حصوں میں بٹ کے ایک جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔

سوال: ماضی قریب میں امریکہ اور ایران کی نیوکلیئر ڈیل ہوئی جس کے نتیجے میں ایران پر سے کچھ پابندیاں ہٹائی گئیں اور ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ اب ایران معاشی طور پر مستحکم ہوگا اور دنیا میں اپنا ایک مقام بنائے گا لیکن نئے امریکی صدر نے پھر وہی پرانی پالیسی پر مبنی رویہ اپنایا ہوا ہے اور وہ ایران کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔آپ کے خیال میں اب حالات کس نہج پر ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں۔

خالد محمود عباسی: میرے خیال میں ٹرمپ جو کہہ رہا ہے وہ امریکہ کی حقیقی سوچ ہے۔یعنی امریکی عوام کی جو رائے ہے اسی کی ترجمانی ٹرمپ کی طرف سے ہو رہی ہے۔درمیان میں ایک وقت آیا تھا جب امن معاہدے کی بات ہوئی تھی اور کلیش اور ٹینشن اس وقت بھی موجود تھا لیکن مسلمانوں سے امن معاہدے سے مغرب ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے۔یہ بات ان کے ذہنوں میں بہت اچھے طریقے سے باقاعدہ تربیت دے کر بٹھا دی گئی ہے کہ مسلمان اگر صلح کرتا ہے تو صرف bargaining کے لیے اور مہلت حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے اور جونہی اسے موقع ملے گا وہ بدل جائے گا۔

سوال: عباسی صاحب فرما رہے ہیں کہ امریکہ کو بھی ڈرائیو کرنے والی ایک شیطانی فورس ہے جو مسلمانوں کے خلاف اس کو ڈرائیو کر رہی ہے۔ظاہر ہے وہ یہودی ہیں۔کیا آپ کے خیال میں ایران اور اسرائیل کے تعلقات ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں جیسے ظاہر ہوتے ہیں یا پھر اس کے برعکس کہانی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل بات یہ ہے کہ ایران اور امریکہ کے تعلقات جب اچھے بھی ہوئے ہیں تو اس وقت بھی ایران کی ایٹمی پیش رفت پر اختلافات ضرور رہے ہیں۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ امریکہ کے لیے اسرائیل کا دفاع بہت حساس معاملہ رہا ہے۔ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ امریکہ اپنی سکیورٹی کے بارے میں شاید سمجھوتہ کرلے لیکن اسرائیل کی سکیورٹی پر ہرگز سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔لہٰذا اس معاملے میں دونوں ملکوں کے درمیان تنازعہ بہت شدت سے تھا اور حقیقی تھا۔امریکہ یہ چاہتا تھا کہ ایران اپنی ایٹمی پیش رفت بند کردے اور کسی صورت میں اس پوائنٹ تک نہ پہنچے کہ ایٹم بم بنا سکے۔اگر ایسا ہو جاتا تو پھر امریکہ کو ایران سے کوئی مسئلہ نہیں تھا اور یہ حقیقی مسئلہ تھا جس میں کوئی بناوٹ نہیں تھی۔تو ان دونوں ممالک کے درمیان اصل وجہ تنازعہ یہی تھی۔اس معاملے میں ایران امریکہ کی شرائط کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔لیکن حسن روحانی نے پہل کی اور ان شرائط کو تسلیم کیا۔ خاص طور پر ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف اس معاملے میں بہت زیادہ متحرک ہوئے اور انہوں نے اس معاہدے میں بڑا اہم رول ادا کیا۔اس سے یہ ہوا کہ امریکہ اور ایران کے تعلقات میں کشیدگی ختم ہوگئی۔البتہ اسرائیل کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ایران کا ایٹمی منصوبہ بالکل اسی طرح ختم کرنا چاہتا تھا جس طرح اس نے عراق کا کیا۔چونکہ اس کا یہ مطالبہ نہیں مانا گیا جیسے آپ کہتے ہیں کہ 75 فیصد بات مان لی گئی ہے۔ باقی 25 فیصد بات جو نہیں مانی گئی اس وجہ سے اسرائیل کی ایران کے ساتھ کشیدگی تھی۔اسرائیل اس معاملے میں اتنا حساس ہے کہ جب ایران عراق جنگ ہو رہی تھی تو راتوں

رات کچھ جہاز آئے اور انہوں نے بمباری کر کے عراق کی ایٹمی تنصیبات کو ملیامیٹ کر دیا۔ آج تک یہ بات باہر نہیں آسکی کہ وہ جہاز کہاں سے آئے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسرائیل کے تھے۔ لہٰذا اسرائیل کو کسی صورت یہ قبول نہیں ہے کہ کوئی مسلمان ملک ایٹمی طاقت بن سکے اور یہی اس کی ایران کے ساتھ تنازعہ کی بنیادی وجہ تھی۔

سوال: امریکہ اور ایران کے درمیان کون کونسے تنازعات رہے ہیں جس کی وجہ سے تعلقات بہتر نہیں ہو رہے؟

خالد محمود عباسی: ایک تو ایٹمی مسئلہ ہے۔ امریکہ کی کوئی بھی حکومت نہیں چاہے گی کہ ایران ایٹمی طاقت بنے۔ پھر ایران اور اسرائیل کے درمیان جو واقعی ایک clash ہے وہ بھی امریکی پالیسی سازوں کے لیے ایک مسئلہ ہے۔ پہلے ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ امریکہ نے عربوں کو ڈرانے کے لیے ایران کو ہمیشہ ایک ٹول کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اگر کوئی عرب ملک امریکی چھتری سے نکلنے کی کوشش کرتا تو دو چار ایرانی جہاز خلیج میں گشت کر دیتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جو شام کا علاقہ ہے جس میں گریٹر اسرائیل بننا ہے اور اس علاقے میں آرمیگاڈون جنگ ہونی ہے اس پر اسرائیل اور ایران کے حقیقی تضادات ہیں۔ اس وجہ سے امریکہ ایران کو کبھی بھی ایک اُبھرتی ہوئی طاقت کے طور پر دیکھنے کا روادار نہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی حیران کن بات ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکہ نے جتنے بھی اقدامات کیے ہیں ان سے سعودی عرب اور اس کے اتحادی کمزور ہوئے ہیں اور ایران اور اس کے اتحادی مضبوط ہوئے ہیں۔

سوال: ایران آج کل مڈل ایسٹ میں بھی بہت متحرک ہے، یمن اور شام میں ایران کا ملوث ہونا ظاہر و باہر ہے، سعودی عرب کے ساتھ اس کے تنازعات ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اس کے پیچھے اصل کہانی کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: سعودی عرب میں جو لوگ اس وقت اقتدار میں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک وقت میں وہ برطانیہ اور امریکہ کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے تھے اور شاید اب بھی کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ذہن میں رکھیے کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں پر مقدس مقامات ہیں۔ ہم وہاں حج کرنے جاتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا روضہ مبارک وہاں پر ہے، آپ کا شہر مقدس وہاں پر ہے، پھر مکہ مکرمہ ہے اور اس کے ساتھ بیت اللہ ہے۔ تو بہر حال ان علاقوں کے کسٹوڈین اس وقت آل سعود ہیں یا ان کے ساتھ جو اہلحدیث مکتب فکر کے لوگ ہیں، اگر آپ احادیث کو دیکھیں تو حضور ﷺ نے انہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہاری پشت پر ایک طاقت ہوگی جس کے خلاف جنگ کرنے کے لیے تم رومیوں کے ساتھ اتحاد کرو گے اور فتح کے بعد تمہیں بہت زیادہ مال غنیمت ملے گا۔ لیکن پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح شکنی ہوگی اور جنگ ہوگی۔ اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو اس وقت وہ طاقت ایران ہے اور ایران کا اتحادی روس ہے۔ اس وقت شام میں جس طرح روس ملوث ہے وہ صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ روس ایک بہت بڑی طاقت ہے اور سعودی عرب کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ رومیوں سے اتحاد نہ کرے۔ بلکہ آگے اگر دیکھا جائے تو اس وقت سعودیوں کے تعلقات اسرائیلیوں سے بھی بہت اچھے ہو رہے ہیں۔ اس وقت سعودی عرب اور اسرائیل کے

> بش نے جو کہا تھا کہ ایکسز آف ایول ایران ہے تو یہ بات اب کھل کر سامنے آجائے گی کہ آپ کے مقدس مقامات کو خطرہ کہاں سے ہے اور کون ہے جو وہاں کھیل کھیل رہا ہے۔

درمیان ایران اور روس کے مشترکہ خطرے سے نمٹنے کے لیے بڑی گرم سفارتکاری ہو رہی ہے۔

سوال: یمن کے حوالے سے سعودیہ ایران تنازعہ کے پیچھے اصل کہانی کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت یمن کا معاملہ خاص طور پر سعودی عرب کے لیے بہت اہم ہے۔ کیونکہ سعودی عرب کے شمال میں تقریباً تمام ریاستیں شیعہ ہیں۔ یعنی ایران، عراق، شام اور لبنان۔ جبکہ جنوب میں یمن ہے۔ اگر یمن میں ایک مستحکم حکومت قائم ہو جاتی ہے تو گویا سعودی عرب کا شمالاً جنوباً دونوں طرف سے گھیراؤ ہوتا ہے۔ لہٰذا سعودی عرب کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے کہ یمن میں کون سی حکومت قائم ہوتی ہے۔

سوال: اگر شمالاً اور جنوباً دوسرے مسلک کی حکومتیں قائم ہیں تو کرنا کیا چاہیے؟ بحیثیت مسلمان ان سے تعلقات استوار کرنے چاہییں یا ان سے لڑنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: سعودی عرب اور ایران کے اختلافات اتنے گہرے ہو چکے ہیں کہ ہمارے چاہنے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔ ماضی قریب میں جنرل (ر) راحیل شریف کو 39 اسلامی ممالک کی فوجوں کی سربراہی کی پیشکش ہوئی تھی لیکن وہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکی۔ اسی وجہ سے کہ انہوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ مجھے یہ مینڈیٹ دیا جائے کہ میں ایران کو بھی اس اتحاد میں شامل کر سکوں لیکن سعودی عرب کو یہ قبول نہیں تھا۔ لہٰذا ہماری دعا ہے کہ ان دونوں کے اختلافات ختم ہوں لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہ بات درست ہے کہ ایران کے صوبہ اصفہان میں یہودیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ اس حوالے سے سعودی عرب ایک خطرہ محسوس کرتا ہے اور یہ خطرہ حقیقی ہے۔ لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ ایسی خلیج نہیں ہے جسے پاٹا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اس معاملے میں اگر سعودی عرب کوئی نرم رویہ اختیار کرے اور ایران لبنان اور یمن سے دستبردار ہو جائے تو یہ صلح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ لبنان اور یمن کی وجہ سے وہ پورے گھیراؤ میں آتا ہے۔ لہٰذا اسے یہ محفوظ راستہ دیا جائے تو صلح ہو سکتی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ایران ایسا کرے گا۔ لہٰذا ہم سعودی عرب سے کیسے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ اسے اپنا گھیراؤ ہوتا نظر آئے اور وہ اس کو قبول کر لے۔

سوال: لگتا ایسا ہے کہ یمن میں ایران اور سعودی عرب کی پراکسی وار چل رہی ہے۔ اگر واقعی یہ پراکسی وار ہے تو اس میں کون کون سی قوتیں عملی طور پر میدان میں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ یمن میں ایران اور سعودی عرب کی پراکسی وار چل رہی ہے۔ یمن میں پہلے عبدالصالح کی حکومت تھی اور منصور ہادی بھی اس کا ساتھی اور اس کی جماعت کا آدمی تھا اور یہ حوثیوں کے خلاف تھے۔ لیکن ایک وقت آیا کہ ان میں پھوٹ پڑی اور منصور ہادی نے حکومت سنبھال لی تو عبدالصالح نہ صرف الگ ہوا بلکہ حوثیوں کے ساتھ مل کر اس نے منصور ہادی کو بھگا دیا اور اس نے سعودی عرب میں جا کر پناہ لے لی۔ جس کے نتیجے میں یمن میں عبدالعزیز بن حبتور کی سربراہی میں حوثیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ عبدالعزیز بن حبتور کا تعلق بھی پہلے عبدالصالح کی حکومت سے تھا وہ بھی الگ ہوئے اور انہوں نے اب حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت وہاں جنرل پیپلز کانگریس قابض ہے جو عبدالصالح نے الگ ہونے کے بعد بنائی ہے اور ان کے ساتھ حوثی ہیں اور ان کی مدد ایران کر رہا ہے۔ دوسری طرف عرب ہیں جنہیں سعودی عرب سپورٹ کر رہا ہے۔ تیسری قوت القاعدہ اور (باقی صفحہ 17 پر)

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

چراغِ انجمن کوئی نہیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

60ہزار امریکی ویزوں کی منسوخی نے پوری دنیا میں اضطراب کی لہر دوڑا دی تھی۔ امریکی عدالتی فیصلے کے نتیجے میں صدارتی حکم نامہ معطل ہوا اور امریکہ جانے والے مسلم مسافروں کی جان میں جان آئی۔ ٹرمپ پر امریکیوں کی پریشانی کی ایک وجہ اس کا یہ بے دھڑک پن ہے کہ وہ امریکی رازہائے درون خانہ فاش کیے چلا جا رہا ہے۔ (بلا سبب ہی) ہلاکت خیز جنگوں میں امریکی کردار کا اعتراف کر بیٹھا۔ ٹرمپ نے فرمایا کہ دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر ہلاکتیں امریکہ کی غلطیوں کی وجہ سے ہوئیں۔ اب تک ہم نے جو کچھ کیا اس پر نظر دوڑانا ہوگی۔ کوئی بھی امریکہ کو معصوم نہیں سمجھتا۔ عراق جنگ غلط تھی۔

یہ باتیں ہم کہتے تھے تو غلط تھیں۔ اب مستند ترین نمائندہ امریکی جمہوریت کا، بابانگِ دہل اقرار کر رہا ہے۔ (جنگی جرائم کی عدالتوں میں شاید ازخود نوٹس لینے کا رواج نہیں ہے۔) امریکہ، یورپ میں بسنے والے مسلمان اس عرصے میں بری طرح متاثر ہوئے۔ تاہم ایک رپورٹ، روزنامہ امت میں حال ہی میں شائع ہوئی۔ اس کی تفاصیل برطانوی چینل فور کی دستاویزی فلم (25 مئی 2016ء) میں دیکھی جا سکتی ہیں بعنوان: انسانی کتوں کی خفیہ زندگی۔ اگرچہ یہ اتنی بھی خفیہ نہیں۔ اس چشم کشا رپورٹ پر لغت کے از قسم حیرت ناک، ہولناک، عبرت ناک الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔ انسانی گراوٹ اور ڈارونی، فرائڈی تصورات کا یہ انجام دیکھ کر عقل چکرا کر رہ جاتی ہے۔ پورے مغرب کو انسانوں کی شدید ضرورت ہے۔ جو نارمل، متوازن دل ودماغ، خاندانی پس منظر کے حامل ہوں۔ گیا گزرا ترین مسلمان بھی اس ضمن میں انہیں روحانی فرسٹ ایڈ دینے کا اہل ہے۔

فرنچ انقلاب (1789ء) سے اگنے والے فکرو فلسفے کا تین صدیوں میں انجام یہ ہوگا کہ انسان نارمل انسانی زندگی گزارنے کی اہلیت سے محروم ہو کر دیوانگی کے بے شمار مظاہر کی دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا...... !کس نے سوچا تھا! ابھی تو ہم عورت کی تحقیر و تذلیل، مساوات اور آزادئ نسواں کے نام پر اسے کھلونا بنا کر ہوس کی بھینٹ چڑھانے کا ماتم کر رہے تھے۔ مغرب اسے پورے لباس پہننے کی اجازت تک نہیں دیتا...... ابھی ہم نکاح کے پاکیزہ بندھن کے عنقا ہو جانے پر اور پارٹنر شپ کے حیوانی ملاپ پر سر پکڑے بیٹھے تھے۔ گرتی شرح پیدائش اور باپ کی شناخت سے محروم بچوں کی کسمپرسی پر افسردہ تھے۔ ابھی ہم بحر مردار سے برآمد کی گئی اسفل ترین گناہ آلود زندگی کو اختیار کرنے کے قوانین پر گنگ تھے۔ ابھی تو مغرب میں جنس بدلنے کے روز افزوں رجحان اور بھاری اخراجات سے بے شمار آپریشن کروا کر بدلتی مرد و زن ہیئتوں کو دانتوں تلے انگلی دابے دیکھ رہے تھے۔ جو کل تک مرد تھا یکا یک عورت بن کھڑا رکھڑی ہوئی! (ہمیں تو ٹرمپ تک پر خدشہ تھا کہ حالتِ ٹرمپ ہی میں حلف اٹھا لے...... کہیں ٹرمپی نہ ہو جائے...... ابھی تو ہم مائیکل جیکسن نما چہروں کے خد و خال بدلوانے کے بے پناہ شوق پر دونوں ہاتھوں سے پیسہ لٹاتے مرد و زن دیکھ رہے تھے۔ ناک بدل لی...... ہونٹ، آنکھیں (حقیقتاً) بدل لیں، چہرے کا رنگ چوڑائی، گولائی، لمبائی بدل لی...... یہاں تک کی کہانی بھی پیسے کی فراوانی۔ فرصت کے مشغلے سمجھ کر قبول کر لی۔ جب انسانی رشتے ختم ہو گئے۔ انسان تنہا ہو گیا۔ نہ ماں باپ۔ نہ بہن بھائی۔ نہ خالہ پھوپھی۔ نہ چچا ماموں، دادا دادی، نانا نانی...... (ان کی جگہ کتے بلیاں) تو پھر وہ محبتوں کے ہولناک خلا رنگ برنگی مصروفیات سے پر ہوں گے۔ لیکن ان کے شوقوں میں سے سب سے بڑا شاک (دھچکا) انگیز شوق تو کتا بن کر رہنے کا شوق ہے۔

یہ حقیقی شوق امریکہ، برطانیہ، فرانس، ڈنمارک، ناروے، سویڈن، سپین، آسٹریلیا، کینیڈا، جرمنی سمیت وبائی شکل اختیار کر رہا ہے۔ انسانی کتوں کی تعداد 2لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی اس مثال میں موجود ہے کہ فورٹ شائر (برطانیہ) کی رہائشی خاتون (نام میں کیا رکھا ہے!) کے شوہر کو کتا بننے کا شوق ہوا تو اس نے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ دفتر سے آکر وہ کتا بن جاتا (کتے والا لباس Costume زیب تن کر کے) اور گھر میں کتا بنا اس کے آگے پیچھے پھرتا تو بہت خوش ہوتی! جب اس نے کتا پریڈ میں شرکت کی (Puppy pride parade) تو اس کی کتے جیسی حرکتوں سے محظوظ ہو کر منتظمین نے اسے مسٹر پپی یو کے 2015ء کا ایوارڈ دے دیا۔ (مسٹر کتا 2015ء کا ایوارڈ پانے والا یہ منفرد انسان ڈارونیت کی معراج پا گیا!) اس تقریب میں ایک برطانوی نوجوان رچ اپنی کتیا (بنی) بیوی کی زنجیر پکڑے شریک تھا۔ اس نے بتایا کہ خود کو کتا بنا کر پیش کرنے والوں میں ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسرز سمیت بڑے بڑے پروفیشنل لوگ شامل ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ان میں کسی کتے کی روح حلول کر گئی ہے...... (مآلِ اعلیٰ تعلیم؟ خانہ خالی را کتا رسگ می گیرد، 21ویں صدی کا ترقی یافتہ محاورہ ہے) یہ سالانہ انسانی کتا پریڈیں درج بالا تمام مغربی ممالک میں منعقد کی جاتی ہیں۔ اب یقیناً مغرب میں جب لوگ پارٹ ٹائم، جز وقتی انسان اور بقایا وقتی کتے ہوں گے تو انہیں افرادی قوت (Manpower) کس درجے درکار ہوگی؟ ٹرمپ اپنے انسان نما کتوں (یا کتے نما انسانوں) پر رحم کھائے اور امریکہ کی بقا منظور و مطلوب ہے تو انسانوں کو ویزے جاری کرنے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ اس سگ پسندی کا سب سے بڑا مقام جرمنی ہے جہاں کتے بنے، گلے میں پٹے ڈالے چار ہاتھ پیر پر چلتے انسانوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر رہی ہے۔ سو جرمنی کی مسلمان مہاجرین کو لپک کر قبول کرنے کی وجہ شاید اب سمجھ آ جائے۔ گھبرا سٹپٹا کر ہم نے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کی دعائیں بڑھا دی ہیں۔

گلوبل چوہدری کے جلو میں دنیا بھر میں جو خونخوار جنگیں لڑی جا رہی ہیں یہ اسی کا نتیجہ ہے جو حقیقت بن کر آ کھڑا ہوا ہے۔ مغرب پرستی کے ہیضے میں مبتلا مسلمان کیا اب بھی ہوش کے ناخن لیں گے؟ یہ جو ویلنٹائن ڈے کا یوم فحاشی چلا آ رہا ہے اس کی اگلی منازل یہی تو ہیں۔ گزشتہ سال وزارت داخلہ نے بروقت نوٹس لے کر اسے منانے

کی حوصلہ شکنی کی تھی جس کا بہتر نتیجہ نکلا تھا۔ حکومت والدین، اساتذہ، علماء، سکولوں کی انتظامیہ اپنی نسلوں کو ثقافت کے نام پر امڈتی ایسی کثافتوں سے بچانے کے لیے بروقت بھرپور کردار ادا کریں۔ یوں بھی صحیح حدیث کی رو سے غیر اقوام کی مشابہت اختیار کرنے پر نبی کریم ﷺ کی ناراضگی دیکھیے کہ ایسے فرد کو امت سے نکال باہر کیا۔ یعنی جس نے کسی اور قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔ ویلنٹائنی قوم کی اخلاقی ذہنی حالت کسی طرح بھی قابل رشک نہیں کہ ہم نری دنیاداری کی خاطر بھی انہیں کسی درجے میں لائقِ تقلید جانیں۔ مسلم تشخص کا احیاء اس فتنوں بھرے دور کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ والدین صرف گریڈوں، نمبروں، ڈگریوں کے چکر میں اولادوں کو تعلیمی اداروں کے حوالے کر کے خود پیسہ کما کر نچھاور کرنے میں دیوانے ہوئے پھر رہے ہیں۔ تربیت اور کردار سازی کسی سطح پر نہیں ہو رہی۔ ملک وقوم کا مستقبل صرف کرپشن، منصوبہ بندی کے فقدان اور کفر کی اندھی غلامی، تباہ حال معیشت کے ہاتھوں ہی برباد نہیں ہو رہا۔ اپنے سے بہتر انسان ملک وملت کے لیے پیچھے چھوڑ جانے کا کوئی اہتمام کسی سطح پر موجود نہیں۔

انجام گلستاں کیا ہوگا؟ کیا کسی نے سوچا؟ جہاں حال یہ ہو کہ اقوام متحدہ (UNDP) پاکستان کے بنجر ہونے کا خدشہ ظاہر کرے۔ سندھ طاس معاہدے سے غفلت پر حکومتِ پاکستان کو متوجہ کرے کہ بھارت ڈیم پر ڈیم بنا رہا ہے۔ ہمیں ورلڈ بینک اور انڈس واٹر کمیشن تک جانے کی توفیق نہیں۔ ہمارے پیاسے رہ جانے کا غم حکومت کے پاس نہیں؟ روحانی بحرانوں کا ایسے میں کیا تذکرہ! رات گہری ہے چراغ انجمن کوئی نہیں! اُدھر ڈاکٹر عافیہ کی مظلومیت سے نظریں چرا کر پوری ہٹ دھرمی سے شکیل آفریدی کی امریکہ حوالگی کی تیاری ہو رہی ہے......؟ قوم کہاں ہے؟ عدل وانصاف کے پیچھے ذبیحے کی اس صدی میں کیا کچھ نہیں ہو رہا...... شامی جیل (سلاٹر ہاؤس کہلانے والی) میں 13 ہزار افراد کو ڈیڑھ دو منٹ کی مختصر سماعت کے بعد فوجی عدالتوں نے پھانسیاں دیں۔ 2011ء تا 2015ء یہ سلسلہ جاری رہا۔ اڑتی چڑیا کے پر گننے والے عالمی چوہدریوں کو خبر نہ ہوئی۔ اتنے خاندانوں پر قیامتیں گزر جانے کے بعد ایمنسٹی انٹرنیشنل کے کان پر جوں رینگی تو انہوں نے دنیا کو آگاہ کر دیا۔ (یہ انصاف کے لاشے ہیں) تاہم لاپتگی کا سراغ تو ملا۔ شہادتوں کی خبر تو ہوئی۔ کسی قبرستان پر کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی تو ممکن ہوئی! حقوق انسانی اب اسی رنگ میں ملا کرتے ہیں...... پارٹ ٹائم انسانوں کی دنیا میں یہ بھی غنیمت ہے۔ یہاں خبر لگ گئی وگرنہ مسلم ممالک میں تو اب جابجا اس کا بھی امکان نہیں۔

پچھلے دنوں چیف جسٹس کو حنوط شدہ عقاب کا تحفہ دیا گیا۔ (دنیا بھر میں حنوط شدہ عدل کے ہاتھوں) ہم نے پڑھا تھا: کوئی اقبالؔ سے کہہ دے کہ شاہیں مر گیا تیرا...... سو اچھا ہوا حنوط کر کے نظام عدل کے حوالے کیا۔ کسی نے شاہیں کے مرنے پر یہ بھی کہا تھا کہ : اب کوئی اپنا مقامی جانور پیدا کرو...... امریکی یورپی کتوں کے مقابل یہاں افزائش گدھا معیشت کے لیے بھی بہتر رہے گا۔ لاہور سے 8 گدھوں سے کھال اتار کر چلتے بننے والوں کی خبر ہے کیونکہ ہمارے شدید دوست چین کے ہاں اس کی کھال کی مانگ بہت ہے۔ اگرچہ امریکہ میں گدھا (ڈیموکریٹ) ہار گیا ہے۔ شاید لوگ ہاتھی کو ٹرمپ کی خوشنودی کی خاطر قومی جانور بنانا چاہیں! ریفرنڈم کروا لیجیے......!

☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

4 تا 10 مارچ 2017ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک دوپہر 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0301-2735033 ، 2-36823201(021)

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سرصاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں

ملتزم تربیتی کورس

26 فروری تا 4 مارچ 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر تک)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 0345-9183623

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 36316638-36366638(042)

تعلیمِ نسواں اور ہماری ذمہ داریاں

حافظ محمد زاہد
pmzahids@yahoo.com

رائٹرز ویلفیئر فاؤنڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام ملکی سطح پر مضمون نویسی کا مقابلہ کرایا گیا جس میں قرآن اکیڈمی کے ادارتی معاون حافظ محمد زاہد کے زیر نظر مضمون نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ افادۂ عام کے لیے یہ مضمون قارئین کے لیے پیش کیا جا رہا ہے:

تعلیم اور تعلیم نسواں کی اہمیت

تعلیم کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ تعلیم کی اہمیت کا اندازہ صرف اس ایک جملے سے لگایا جا سکتا ہے کہ ''انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانے والی چیز تعلیم ہی ہے''۔ تعلیم ہی انسان کو تہذیب سکھاتی ہے اور علم کے ذریعے ہی انسان اپنے فرائض سے آگاہی حاصل کرتا ہے اور بغیر آگاہی کے کما حقہ اپنے فرائض کو ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسلام نے چونکہ بغیر کسی جنسی تفریق کے مرد وزن دونوں کو احکامات (فرائض وواجبات) کا مکلف بنایا ہے اور دونوں ہی قیامت کے دن رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہیں اس لیے اسلام نے مرد وعورت دونوں پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ نے ایک چھوٹے سے جملے میں دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوئے فرمایا: ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) (طبرانی) ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔''

دور جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ ایک طرف عورت ہر قسم کے حق سے محروم تھی تو دوسری طرف اُس کی تعلیم وتربیت کا کوئی اہتمام نہیں تھا، بلکہ اس معاشرہ میں عورتوں کے لکھنے پڑھنے پر طرح طرح کی قدغنیں لگائی جاتی تھیں اور صنف نازک کے علم حاصل کرنے کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو اس کی کرنوں سے پورا معاشرہ روشن ہو گیا۔ اسلام نے معاشرے میں بسنے والے ہر طبقے کو حقوق دیے اور خاص کر عورتوں کو زمین کی پستیوں سے اُٹھا کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچا دیا۔ عورتوں کو وراثت میں حصہ دار قرار دیا گیا، ماؤں کے قدموں تلے جنت کا تصور پیش کیا گیا، بیوی کو شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیا، علیٰ ہذا القیاس۔

اسلام نے صنف نازک پر مزید احسان یہ کیا کہ تعلیم وتدریس میں عورتوں کو مردوں کے برابر مکلف قرار دے دیا۔ اسلام عورتوں کی تعلیم کا کس درجے خواہاں ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ معلم انسانیت ﷺ نے ہفتہ کا ایک پورا دن خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے مخصوص کر دیا۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو اپنی گھریلو خواتین کو علم سے آراستہ کرنے کے لیے خصوصی ہدایات دیں۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کے دو ارشاد ملاحظہ ہوں: (1) ''سورۃ البقرہ کی آخری آیات تم خود بھی سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔'' (2) ''جس نے اپنی دو لڑکیوں کی پرورش کی، ان کی اچھی تعلیم وتربیت کی، ان سے حسن سلوک کیا، پھر ان کا نکاح کر دیا تو اس کے لیے جنت ہے''...... پھر یہی سلسلہ خلفائے راشدین ؓ کے دور میں بھی چلتا رہا اور حضرت عمر فاروق ؓ کا یہ قول بہت مشہور ہے: ''سورۃ النساء خود بھی سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ، اس لیے کہ اس میں خانگی زندگی کے بارے میں کافی احکامات ہیں۔''

معلم انسانیت ﷺ کی عورتوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ کی واضح مثال حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ہیں جن سے 2210 احادیث مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت اُم سلمہ، حضرت اُم درداء، حضرت حفصہ بنت عمر اور بہت سی خواتین صحابیہ ؓ کے نام تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں جو نہ صرف لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، بلکہ اُن سے تابعین نے بہت کچھ سیکھا بھی ہے۔

تعلیم نسواں کے ضمن میں ہماری ذمہ داریاں

مندرجہ بالا مندرجات سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ اسلام نہ صرف تعلیم نسواں پر زور دیتا ہے، بلکہ دینی اور شرعی احکامات کی حد تک عورتوں کی تعلیم کو فرضِ عین سے تعبیر کرتا ہے اور فرضِ عین کا چھوڑنا، جرم کے زمرے میں آتا ہے۔

جہاں تک بات کی جائے تعلیم نسواں کے حوالے سے ہماری ذمہ داریوں کی تو کتابی باتوں کے بجائے آج کے دور کے حوالے سے چند گزارشات اور پھر اسی تناظر میں چند ذمہ داریاں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تعلیم میں ایسی خاصیت ہونی چاہیے جو انسان کو انسان بنائے، نہ کہ حیوانیت کی طرف لے جائے۔ چنانچہ وہ ڈگری یا علم جسے حاصل کر کے انسان اپنی روایات اور اخلاقی اقدار کو بھول جائے اور جو انسان کو، خصوصاً خواتین کو شرم وحیا سے محروم کر دے، وہ کسی صورت تعلیم کے زمرے میں نہیں آتا۔

علامہ اقبال نے اس بارے میں کہا تھا:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام اور فطرتی قوانین کبھی بھی ایسی درس گاہوں کے حق میں نہیں ہے کہ جہاں مرد وزن کا اختلاط اس درجے میں ہو کہ جس سے فتنوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔ اس تناظر میں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم آنکھیں بند کر کے اپنے بچوں اور خاص کر بچیوں کو مغربی طرزِ تعلیم میں نہ جھونکیں کہ بعد میں پچھتاتے پھریں کہ ''یہ تو ہماری بھی نہیں سنتے'' اور نہ ہی ایسی درس گاہوں کا انتخاب کریں کہ جہاں اس درجے مخلوط نظام ہو کہ ایک نوجوان لڑکے اور لڑکی کو تنہائی میں ملنے کا کوئی موقع ملے اور پھر وہ ساری حدیں پار کرتے جائیں۔ افسوس، در افسوس کہ آج کی بہت سی پرائیویٹ یونیورسٹیاں اس حد کو عبور کرتی جا رہی ہیں اور وہاں کا ماحول دیکھ کر ایک مخلص اور سچا انسان کبھی بھی اپنے بچوں اور خاص کر بچیوں کو وہاں سے تعلیم دلوانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا نقطہ نظر کا مطلب ہرگز، ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی بچیوں کو تعلیم دلوانے سے

ہی رُک جائیں' بلکہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ایسے کالجز اور یونیورسٹیوں کا انتخاب کریں جہاں مخلوط تعلیمی نظام نہ ہو۔اور اگر مخلوط تعلیمی نظام والے کالجز اور یونیورسٹیاں ہی میسر ہوں تو پھر ہماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کی حرکات وسکنات پر نظر رکھیں اور معلم انسانیت ﷺ کا فرمایا ہوا یہ ارشادِ مبارک بھی یاد رکھیں کہ ''ہر انسان راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

چوتھی بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کا عام چلن یہ بن چکا ہے کہ خواتین کے لیے جو علم حاصل کرنا فرضِ عین کی حیثیت رکھتا ہے' ہم اس کی طرف توجہ تک نہیں کرتے۔خواتین میں سے بہت سی ایسی ہیں جنہیں دین کے بنیادی مسائل اور بنیادی شرعی قوانین تک کا علم نہیں ہوتا حالانکہ وہ دنیوی اعتبار سے ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کر چکی ہوتی ہیں۔اس ضمن میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی خواتین کی دینی تعلیم کا بھی بندوبست کریں' اسی سے ہم اپنی نسلِ نو کو بھی بہتر تربیت فراہم کر سکتے ہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ خواتین کے لیے علم کا حصول لازم ہے' مگر بعض خواتین ایک ڈگری کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح اُن کی شادی کی عمر ڈھل جاتی ہے یا بعض خواتین کے نزدیک تعلیم اور ڈگریوں کی ہی اہمیت ہوتی ہے اور شادی ان کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔یہ انتہائی معیوب باتیں ہیں۔اس حوالے سے گھر کے بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ درمیانے درجے کی تعلیم کے بعد اچھا رشتہ ملتے ہی بیٹیوں کی شادیاں کر دی جائیں۔اب شادی کے بعد پڑھنا کوئی ممنوع نہیں ہے۔اگر میاں بیوی کی آپسی رضامندی ہو تو شادی کے بعد بھی تعلیم جاری رکھی جاسکتی ہے۔لیکن جب ایک بار شادی کی عمر ڈھل جائے تو پھر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم بھی اچھا رشتہ نہیں دلوا سکتی اور نہ جوانی واپس لا سکتی ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ بعض علاقوں میں خواتین کو صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے اور دنیوی تعلیم سے دور رکھا جاتا ہے۔یہی وہ علاقے ہیں جہاں عورت کا علاج کسی مرد ڈاکٹر سے نہیں کرایا جاتا چاہے عورت کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ اپنی خواتین کو دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دلوائیں' انہیں ڈاکٹر بنوائیں کہ خواتین ڈاکٹر ہوں گی تو وہ آپ کی خواتین کا علاج کریں گی۔

ساتویں بات یہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں جاگیرداری نظام کی بدولت وہاں کے مرد وزن' خاص کر خواتین کی تعلیم کو انتہائی برا سمجھا جاتا ہے۔ایسے علاقوں کے حوالے سے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ وہاں کی خواتین کی تعلیم وتربیت کا بندوبست کریں اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے ایسے علاقوں میں بھی تعلیم کی شمعیں روشن کریں۔آخر میں ایک شعر:

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
میں نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو دینی اور دنیوی علم کی اہمیت کو سمجھ کر اس کو حاصل کرنے اور پھر دینی تعلیمات کی روشنی میں اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین! ❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں
10 تا 12 مارچ 2017ء
(بروز جمعہ نمازعصر تا بروز اتوار)

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0301-2735033 ، 2-(021)36823201

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 36316638-36366638(042)

رفقاء متوجہ ہوں

''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمر گرہ) ضلع دیر پائین'' میں
3 تا 5 مارچ 2017ء
(بروز جمعہ نمازعصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

کو منعقد ہوگا، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337/0346-0513376

المعلن : مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 36316638-36366638(042)

آل پارٹیز تحفظِ ناموس رسالت کانفرنس

یکم فروری 2017ء کا مشترکہ اعلامیہ

ملک بھر کی دینی، سیاسی جماعتوں کے سربراہان اور تمام مکاتب فکر کے اکابر علمائے کرام اور مشائخ عظام کا مشترکہ اجتماع ایک بار پھر اس حقیقت کو دہرا رہا ہے کہ مملکت خداداد پاکستان اللہ اور اس کے رسول مقبول خاتم النبیین ﷺ کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور یہ دنیا کی واحد ریاست ہے جو اسلامی نظریہ پر وجود میں آئی ہے۔ لیکن مغربی دنیا اور ان کی این، جی اوز ایک منظم سازش کے ذریعے سے پاکستان کے اسلامی تشخص کو مجروح کرنے کے درپے ہیں۔

وطن عزیز میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس کو آئینی و قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔ سپریم کورٹ کے فیصلے نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ لیکن ہر پانچ، چھ سال کے بعد اس ایمانی، شرعی اور آئینی قانون میں ترمیم یا تبدیلی کی قرارداد لانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ C-295 کے قانون میں ترمیم یا مقدمہ کے اندراج کے طریقہ کار میں تبدیلی اور سزا میں کمی کے اعلان سے عاشقان رسول ﷺ اور اسلامیان پاکستان کو اضطراب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ مغرب کو خوش کرنے کے لیے سندھ اسمبلی میں اسلام قبول کرنے کی عمر اٹھارہ سال مقرر کرنے کا قانون منظور کیا گیا اور پھر علماء اور اسلامیان پاکستان کے دباؤ پر قانون واپس کر لیا گیا۔ لیکن سینٹ میں پیپلز پارٹی کے ہی ایک سینیٹر کی جانب سے ایسی مذموم کاوشوں پر یہ اجتماع گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اور ایسے ہتھکنڈوں کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ ایسی تمام مذموم سازشوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا جائے گا۔ یہ اجتماع حکومت سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایسی سازشوں پر نظر رکھے اور ایوان بالا اور ایوان زیریں میں توہین رسالت ﷺ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہ لانے کا دوٹوک اعلان کرے۔

☆......امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں۔ مرحوم بھٹو دور میں قومی اسمبلی نے اس بنیادی عقیدہ کے باغی قادیانیوں کا دین اسلام سے متصادم مؤقف سننے کے بعد انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت سمیت ملک کی تمام عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں اس قانون کو مبنی برحق قرار دیا۔ لیکن قادیانی گروہ آئین پاکستان سے انحراف اور عدالتوں کے فیصلوں سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلم کہلوانے پر مصر ہے۔

☆......قادیانیوں نے چناب نگر میں اپنی عدالتیں قائم کر رکھی ہیں۔ اپنے اسٹام پیپر شائع کرتے ہیں۔ گواہوں کے سمن جاری ہوتے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کی رٹ قائم کی جائے۔ اس گروہ کی آئین شکنی کا نوٹس لیا جائے اور انہیں آئین کا پابند بنایا جائے۔

☆......حال ہی میں قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو منسوب کیا گیا۔ حالانکہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو لعنتی ملک کہا ہے۔ یہ نمائندہ اجتماع اس اقدام پر شدید اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے اس غلط فیصلے کو واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔

☆......آئین کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان قرار نہیں دے سکتے اور نہ ہی وہ قادیانیت کو اسلام کہہ سکتے ہیں۔ آئین میں ان پر واضح پابندیاں ہیں۔ لیکن قادیانی چینلز پاکستان کے آئین کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ وزارت اطلاعات اور پیمرا قادیانی چینلز کی اسلام مخالف مہم اور آئین کی بغاوت کا نوٹس لے اور ان نشریات پر پابندی عائد کرے۔

☆......پاکستان کے سابق وزیر اعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے ملک بھر کے تمام تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا۔ لیکن قادیانی تعلیمی اداروں کو واپس کرنے کے اقدامات کی خبریں گاہے بگاہے سنی جا رہی ہیں۔ حکومتوں نے اربوں روپے ان اداروں پر خرچ کیے ہیں اور ان اداروں میں پچانوے (95) فیصد عملہ اور زیر تعلیم طلبہ مسلمان ہیں۔ قادیانیوں کو تعلیمی ادارے واپس کرنا گویا نوجوان نسل کو قادیانیوں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے مترادف ہوگا۔ حکومت ایسا کوئی غلط قدم اٹھانے سے باز رہے۔

☆......اس سال 12 ربیع الاوّل کو دوالمیال ضلع چکوال میں میلاد النبی ﷺ کے جلوس پر قادیانیوں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک مسلمان شہید اور کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ لیکن قادیانیوں کو قانون شکنی پر سزا دینے کی بجائے مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات درج کر کے انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا اور مختلف ذرائع سے اب دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ مسلمان قادیانیوں کے خلاف درج کرائے گئے مقدمات واپس لیں۔

☆......یہ اجتماع پاکستان کے اسلامی تشخص اور قومی خود مختاری کے خلاف بڑھتے ہوئے مسلسل عالمی دباؤ اور بین الاقوامی اداروں کی یلغار پر تشویش و اضطراب کا اظہار کرتا ہے اور دینی حلقوں کو توجہ دلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کی اسلامی شناخت اور قومی خود مختاری کے معاملات کو سیاستدانوں اور اسٹیبلشمنٹ کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے دینی قوتوں کو خود کردار ادا کرنا ہوگا۔

☆......یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

1۔ C-295 کے قانون کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے اور اس قانون کے بہرحال تحفظ کا دوٹوک اعلان کیا جائے۔

2۔ قائداعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام سے منسوب کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

3۔ چناب نگر میں ''ریاست در ریاست'' کا ماحول ختم کیا جائے۔ حکومت کی دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کیے جائیں اور متوازی عدالتیں ختم کر کے ملک کے قانونی نظام کی بالادستی بحال کی جائے۔

4۔ قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

5۔ قادیانی تعلیمی ادارے انہیں واپس کرنے کی پالیسی عوامی جذبات اور ملک کی نظریاتی اساس کے منافی ہے۔ حکومت اس طرز عمل پر نظر ثانی کرے اور قوم کو اعتماد میں لے۔

6۔ دوالمیال چکوال میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید اور زخمی ہونے والے مظلوموں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ علاقہ کے مسلمانوں کے مطالبات کو فوری طور پر پورا کیا جائے۔ واقعہ کی باضابطہ ایف۔ آئی۔ آر (F.I.R) درج کی

جائے۔ بے گناہ مسلمانوں کو رہا کیا جائے اور مسلمانوں کے خلاف جانبدارانہ رویہ اختیار کرنے والے حکام کے خلاف کارروائی کی جائے۔

یہ اجتماع حکومت پر واضح کر دینا چاہتا ہے کہ یہ مطالبات رسمی اور وقتی نہیں ہیں۔ پوری قوم کے جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ انہیں جلد از جلد منظور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے اگر ایک ماہ تک یہ مطالبات منظور نہ کیے گئے اور حکومت کے طرزِ عمل میں واضح تبدیلی دکھائی نہ دی تو آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس کی طرف سے ملک گیر تحریک کا آغاز کیا جائے گا جس کے انتظامات کے لیے درج ذیل رہنماؤں پر مشتمل رابطہ کمیٹی کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن، سراج الحق، راجہ ظفر الحق، پروفیسر ساجد میر، مولانا سمیع الحق، ساجد علی نقوی، صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، اعجاز الحق، مولانا اللہ وسایا، خواجہ پیر معین الدین کوریجہ، سید کفیل بخاری، چودھری پرویز الٰہی، حافظ عاکف سعید، پیر اعجاز ہاشمی، مولانا زاہد الراشدی۔

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

داعش کی ہے جو ان دونوں سے لڑ رہی ہے۔ امریکہ پہلے ان کی مدد اتنی کھل کر نہیں کر رہا تھا لیکن ٹرمپ کے آنے کے بعد حالات بالکل واضح ہوئے ہیں اور اب امریکہ شاید کھل کر سعودی عرب کی ایران کے خلاف یا حوثیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے کیونکہ ٹرمپ کا ٹرینڈ فی الحال ایران کے خلاف نظر آ رہا ہے۔ بعد میں سعودی عرب کے ساتھ کیا کرتا ہے وہ بعد کی بات ہے۔

سوال: یمن اور شام میں جو بھی کرائسز چل رہے ہیں ان میں امریکہ کا رول کیا ہے؟

خالد محمود عباسی: امریکہ اس وقت معاشی بحران کا شکار ہے اور ٹرمپ کو لانے کا مقصد بھی یہی نظر آتا ہے کہ وہ ڈالر کے استحکام کا سبب بن جائے اور اس کے لیے جہاں بھی انہیں فائدہ کا امکان نظر آئے وہاں پر وہ ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں ٹرمپ کے جو عزائم ہیں ان سے ان کا معاشی بحران بڑھے گا۔ جو انہوں نے پلاننگ کی ہے یہ الٹا ان کے گلے پڑنے والی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ شیطانی فورسز اب امریکہ کا تیا پانچہ کرنے کا پروگرام رکھتی ہیں۔ ہوتا یہی ہے کہ کبھی یحییٰ خان یا بھٹو غلط کام کرتا ہے تو ملک کا تیا پانچہ ہو جاتا ہے اور اب وہی کام امریکہ نے شروع کر دیے ہیں۔ بہر حال یہ ٹرمپ کی غلطیاں ہوں گی لیکن یہ کسی کا طے شدہ پلان ہے۔ ٹرمپ کو لانے کا اصل مقصد یہی ہے کہ اب امریکہ کا کھیل ختم ہو جائے۔ اسی لیے سعودی عرب کے لیے ایران بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ اس وقت جو کچھ یمن اور شام میں ہو رہا ہے اسے امریکہ دیکھ رہا ہے لیکن جب یہ آگ بجھنے لگتی ہے تو تھوڑا سا تیل ڈال دیتا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم جناب حافظ عاکف سعید کا دورہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

امیر تنظیم اسلامی محترم جناب حافظ عاکف سعید نے 29 جنوری 2017ء کو حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا دورہ کیا۔ دورہ کے دوران جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی حاجی کیمپ پشاور میں نقباء کورس میں شرکت کرنے والوں کو صبح 8 بجے سے 1 بجے ظہر تک ”اعتصام باللہ: اہمیت وضرورت اور ذرائع“، ”علماء کرام و دیگر دینی جماعتوں کے بارے میں ہمارا موقف“، ”نظم بالا کا رفقاء سے تعلق اور رفقاء کا نظم بالا سے تعلق“ کے عنوانات پر لیکچرز دیے۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد امیر محترم سہ پہر 3 بجے تک دفتر حلقہ میں رہے اور پھر مولانا عبدالقہار مہتمم جامعہ دارالعلوم درویشیہ عربیہ گجرات ضلع مردان کی دعوت پر مردان کے لیے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ محترم میجر فتح محمد اور راقم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مدرسہ درویشیہ عربیہ جانے سے قبل پروگرام کے مطابق امیر محترم ڈاکٹر محمد اقبال صافی کی ہمشیرہ جو کہ تین روز قبل فوت ہوئی تھیں، کے گھر گئے اور وہاں فاتحہ خوانی میں شرکت کی۔ اس کے بعد امیر محترم دارالعلوم درویشیہ عربیہ کے دورے کے لیے امیر مقامی تنظیم مردان محترم جناب حافظ محمد مقصود کی معیت میں روانہ ہوئے۔ مدرسہ پہنچنے پر مولانا عبدالقہار اور مدرسہ کے دیگر ذمہ داران واحباب نے امیر محترم کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ استقبال میں مولانا صاحب کے زیر اثر احباب وعمائدین بھی شریک تھے۔ مدرسہ کے تمام طلبہ نے فرداً فرداً امیر محترم کے ساتھ مصافحہ کیا اور مولانا عبدالقہار نے امیر محترم کو مدرسے کے مختلف شعبہ جات کے بارے میں تفصیلاً بتایا۔ اس کے بعد ابتدائی مہمان نوازی کی گئی۔ پھر کچھ تعارفی گفتگو ہوئی۔ دریں اثناء امیر محترم کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے حاضرین کے سامنے پشتو زبان میں قرآنِ مجید کے مسلمانوں پر پانچ حقوق پر تفصیل سے گفتگو کی اور تنظیم اسلامی کا تعارف بھی کرایا۔ اس کے بعد امیر محترم نے طلبہ سے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ اصل علم قرآن اور دین کا علم ہے۔ یہی سب سے اہم ہے جبکہ عصری علوم صرف دنیاوی ضروریات کے لیے ہیں۔ اس وقت جو دینی تعلیم آپ حاصل کر رہے ہیں یہی اصل تعلیم ہے۔ اس کے بعد امیر محترم نے اختتامی دعا فرمائی۔

اس موقع پر آخر میں موجود مولانا صاحب کے رشتہ داروں نے امیر محترم سے تبادلہ خیال کیا۔ امیر محترم نے مولانا صاحب کو بیان القرآن (پشتو اور اردو) کے دو مکمل سیٹ تحفتاً دیے۔ نماز عشاء سے قبل امیر محترم کو مدرسہ سے رخصت کیا گیا۔ رشکئی (مردان) انٹرچینج پر نائب ناظم اعلیٰ، امیر حلقہ اور امیر مقامی تنظیم مردان ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے امیر محترم کو الوداع کہا۔ اللہ تعالیٰ دین کے لیے ہم سب کی مساعی کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

ضرورت رشتہ

اُردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 27 سال، تعلیم ایم اے انگلش، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-7352182

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم بی اے، رجوع القرآن کورس، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ لاہور کے رہائشی رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0321-4042944

0300-6627721

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مدیر شعبہ مطبوعات قرآن اکیڈمی لاہور حافظ خالد محمود خضر کے تایا زاد بھائی محمد حسین چشتی سمندری میں انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

A New War with a familiar aura

He, Who created the universe made our world as one single world. But we have divided and subdivided humanity into warring factions. The executive order of American president Donald Trump has virtually banned the Muslims and many others from entering, working or immigrating to US. His ban order has resulted in an international outcry. It is being viewed as inhuman and a horror show of international dimensions. It has worried not only American green card holders, job seekers and foreign workers employed by US companies but also human right activists, who believe in essential oneness of humanity and God-granted freedom to people to travel, settle, seek jobs or immigrate legally. The Guardian has rightly commented that "Americans did a deadly thing by electing Mr. Trump. But the reality of it is only beginning to hit home".

At this point we would like to refresh the memories of our readers by referring to the role of 'Think Tanks' in the policy-making process of the USA. One think tank, RAND Corporation, stands head and shoulders above the rest when it comes to war against Islam and social engineering in Muslim countries.

The Reports of RAND Corporation between 2003 – 2007 on 'Fixing Islam' gained particular notoriety in this regard. Let us take a walk down the memory lane…

RAND Corporation first came into the limelight as a genuine threat to the Muslim world in 2004 when it published a report: ***"Civil Democratic Islam: Partners, Resources, and Strategies"*** written by Cheryl Benard.

The report's introduction states:

Contemporary Islam is struggling within itself over its values, identity, and place in the world, with rivals contending for spiritual and political dominance--as well as with the "outside" world. In Western eyes, the ideal Islamic community would be democratic, economically viable, politically stable, and socially progressive and would follow the rules and norms of international conduct. But as the international community strives to understand all this and, possibly, influence the outcome, the best approaches--or even whom to approach--are not always easy to determine. As an aid to the process, this report compares and contrasts the subgroups within Islam. The author recommends careful deliberation in deciding how to proceed, taking into account the symbolic weight of certain issues, the meaning likely to be assigned to any positions U.S. policymakers might take on these issues, the consequences for other Islamic actors, and the opportunity costs and possible unintended consequences. With all that in mind, the author then makes her own series of recommendations.

The report further goes on to establish that Muslims disagree on what to do about this, and they disagree on what their society ultimately should look like. We can distinguish four essential positions:

1. **Fundamentalists** reject democratic values and contemporary Western culture. They want an authoritarian, puritanical state that will implement their extreme view of Islamic law and morality. They are willing to use innovation and modern technology to achieve that goal.
2. **Traditionalists** want a conservative society. They are suspicious of modernity, innovation, and change.
3. **Modernists** want the Islamic world to become part of global modernity. They want to modernize and reform Islam to bring it into line with the age.
4. **Secularists** want the Islamic world to accept a division of church and state in the manner of Western industrial democracies, with religion relegated to the private sphere.

The report then proposes a strategy of how to deal with each of the four 'divisions' stated above and states that the administration (US) ought to encourage positive change in the Islamic world toward greater democracy, modernity, and compatibility with the contemporary international world order, the United States and the West need to consider very carefully which elements, trends, and forces within Islam they intend to strengthen; what the goals and values of their various potential allies and protégés really are; and what the broader

the broader consequences of advancing their respective agendas are likely to be. A mixed approach composed of the following elements is likely to be the most effective.

Support the modernists first:

- Publish and distribute their works at subsidized cost.
- Encourage them to write for mass audiences and for youth.
- Introduce their views into the curriculum of Islamic education.
- Give them a public platform.
- Make their opinions and judgments on fundamental questions of religious interpretation available to a mass audience in competition with those of the fundamentalists and traditionalists, who have Web sites, publishing houses, schools, institutes, and many other vehicles for disseminating their views.
- Position secularism and modernism as a "counterculture" option for disaffected Islamic youth.
- Facilitate and encourage an awareness of their pre- and non-Islamic history and culture, in the media and the curricula of relevant countries.
- Assist in the development of independent civic organizations, to promote civic culture and provide a space for ordinary citizens to educate themselves about the political process and to articulate their views.

Support the traditionalists against the fundamentalists:

- Publicize traditionalist criticism of fundamentalist violence and extremism; encourage disagreements between traditionalists and fundamentalists.
- Discourage alliances between traditionalists and fundamentalists.
- Encourage cooperation between modernists and the traditionalists who are closer to the modernist end of the spectrum.
- Where appropriate, educate the traditionalists to equip them better for debates against fundamentalists. Fundamentalists are often rhetorically superior, while traditionalists practice a politically inarticulate "folk Islam." In such places as Central Asia, they may need to be educated and trained in orthodox Islam to be able to stand their ground.
- Increase the presence and profile of modernists in traditionalist institutions.
- Discriminate between different sectors of traditionalism. Encourage those with a greater affinity to modernism, such as the Hanafi law school, versus others. Encourage them to issue religious opinions and popularize these to weaken the authority of backward Wahhabi inspired religious rulings. This relates to funding: Wahhabi money goes to the support of the conservative Hanbali school. It also relates to knowledge: More-backward parts of the Muslim world are not aware of advances in the application and interpretation of Islamic law.
- Encourage the popularity and acceptance of Sufism.

Confront and oppose the fundamentalists:

- Challenge their interpretation of Islam and expose inaccuracies.
- Reveal their linkages to illegal groups and activities.
- Publicize the consequences of their violent acts.
- Demonstrate their inability to rule, to achieve positive development of their countries and communities.
- Address these messages especially to young people, to pious traditionalist populations, to Muslim minorities in the West, and to women.
- Avoid showing respect or admiration for the violent feats of fundamentalist extremists and terrorists. Cast them as disturbed and cowardly, not as evil heroes.
- Encourage journalists to investigate issues of corruption, hypocrisy, and immorality in fundamentalist and terrorist circles.
- Encourage divisions among fundamentalists.

Selectively support secularists:

- Encourage recognition of fundamentalism as a shared enemy, discourage secularist alliance with anti-U.S. forces on such grounds as nationalism and leftist ideology.
- Support the idea that religion and the state can be separate in Islam too and that this does not endanger the faith but, in fact, may strengthen it.

Our appeal to the reader is only one. Has all of the above not been witnessed by us in Muslim countries during the last decade or so? If yes, and surely it is a yes, then when will the Muslim Ummah wake up?

Compiled by: The Nida e Khilafat editorial team

VOL : 26 | Regd. C.P.L NO. 114 | No.8
Weekly | Nida-e-Khilafat | Lahore

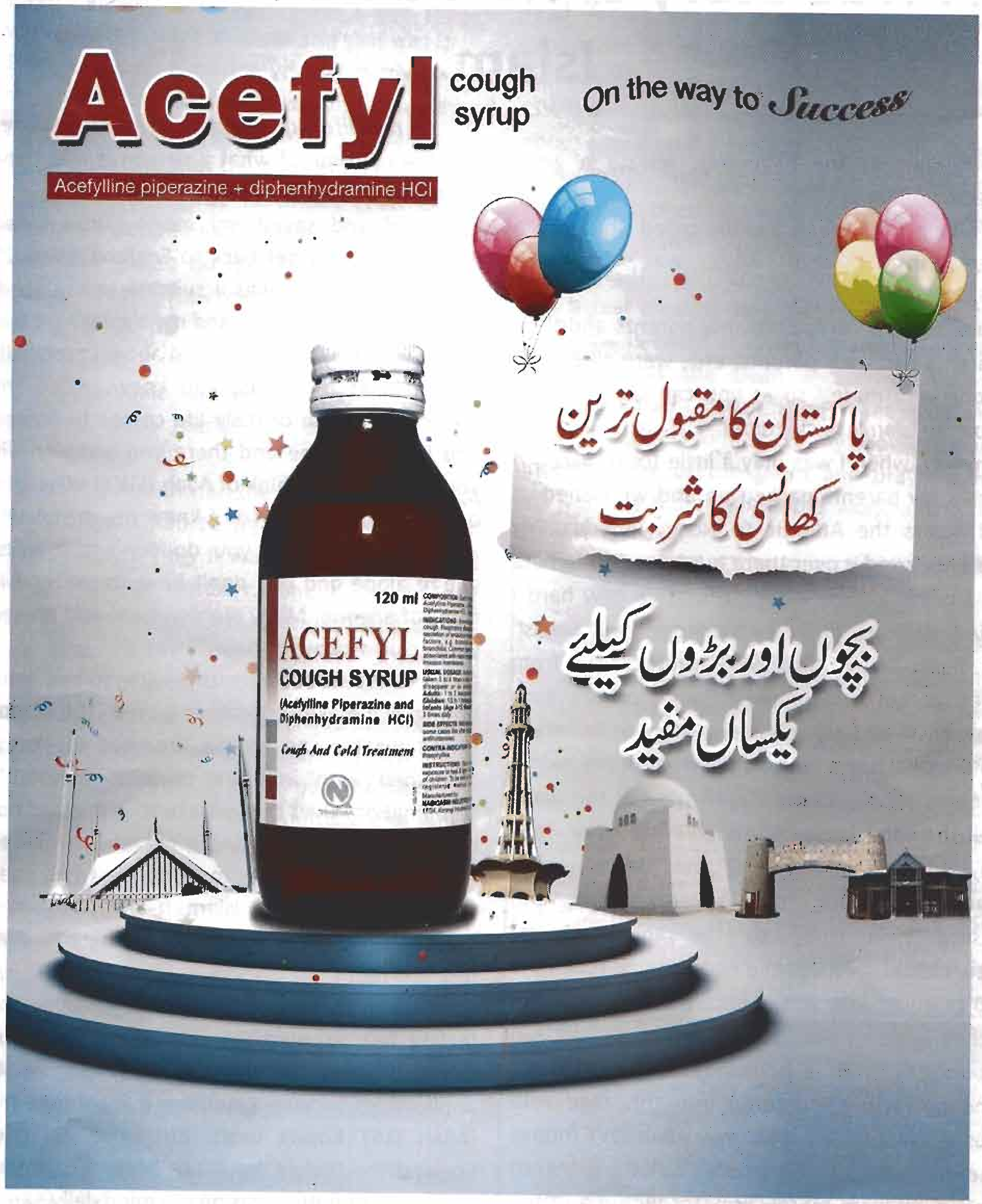

PHARMA
NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762
your Health our Devotion